عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۳ | ۲ تا ۸ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ مطابق یکم تا ۷ جون ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۲۱

سیرت نبوی ﷺ اور ہمارا طرز عمل

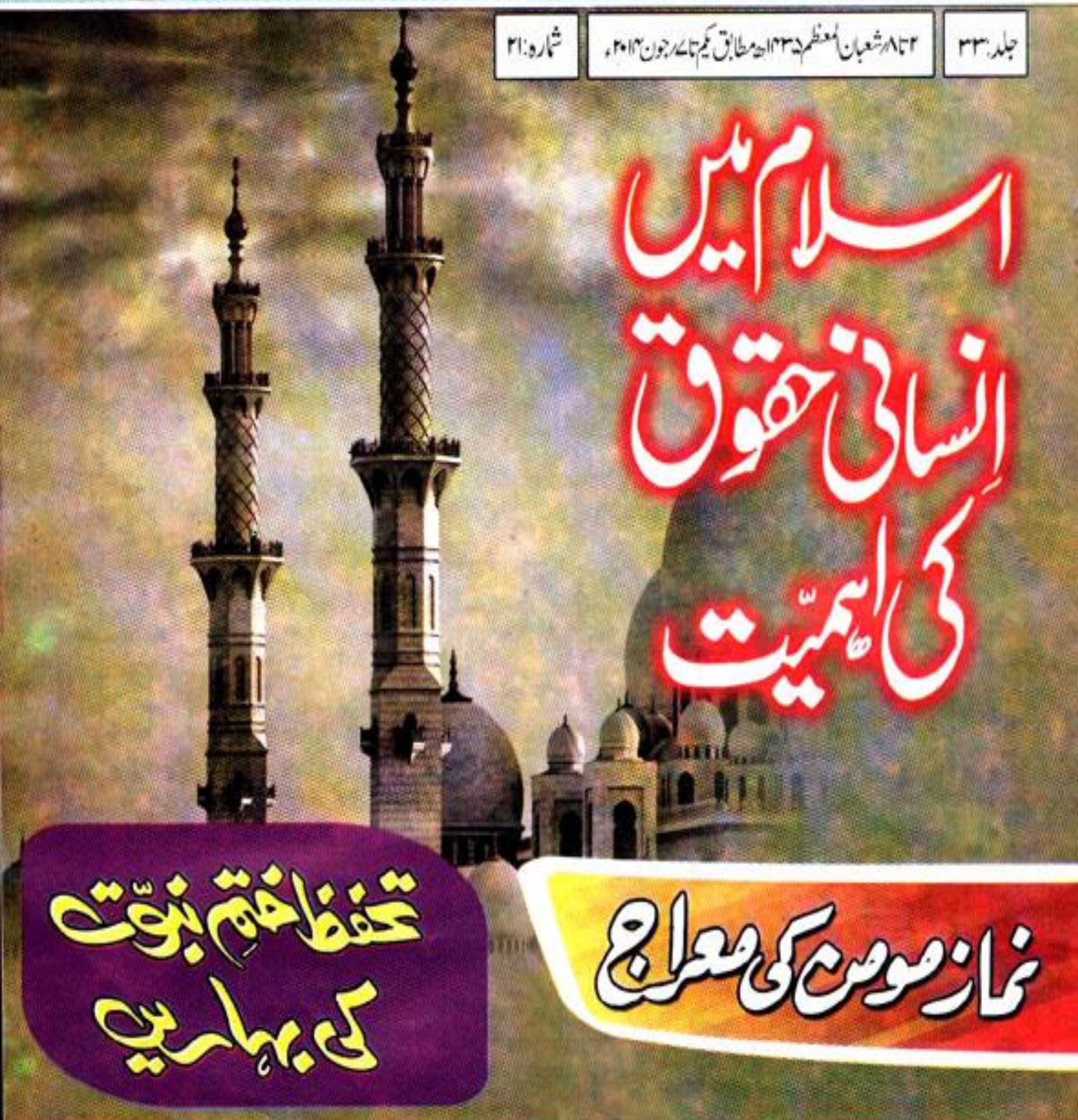

اسلام میں انسانی حقوق کی اہمیت

نماز مومن کی معراج

تحفظ ختم نبوت کی بہاریں

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

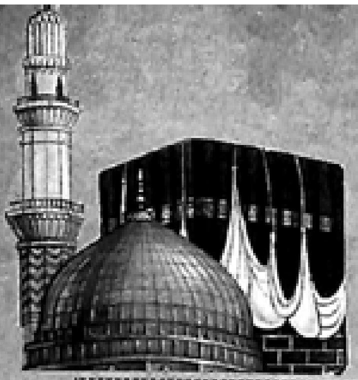

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

عورت کا امامت کرانا

س:...... مسجد میں عورت کی امامت کرانے کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا عورت شرعاً امام بن سکتی ہے اور جماعت کرا سکتی ہے؟

ج:...... عورت کے لئے امامت کرانا خواہ مردوں کو کرائے یا عورتوں کو، گھر میں کرائے یا مسجد میں، دونوں صورتیں شرعاً درست نہیں ہیں، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"ولا یجوز اقتداً رجل بامرأة هكذا فی الهداية ويكره امامة المرأة للنساء فی الصلوٰة كلها من الفرائض والنوافل۔" (عالمگیری، ج:۱،ص:۸۵)

عورتوں کا مسجد میں جماعت کے لئے آنا ہی منع ہے تو پھر خود اُن کا جماعت کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے:

"لو ادرک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنی اسرائیل۔" (صحیح بخاری، ج:۱،ص:۱۲۰، صحیح مسلم، ج:۱،ص:۱۸۳، موطا امام مالک،ص:۱۸۴)

ترجمہ: "عورتوں نے جو روش ایجاد کرلی ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ لیتے تو عورتوں کو مسجد (میں آنے) سے روک دیتے، جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔"

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد ان کے زمانہ کی عورتوں کے بارے میں ہے، اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے زمانہ کی عورتوں کا کیا حال ہوگا، اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد موجود ہے کہ عورت کے لئے مسجد کے بجائے اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے اور پردہ کا باعث ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صلوة المرأة فی بیتها افضل من صلوتها فی حجرتها وصلوتها فی مخدعها افضل من صلوتها فی بیتها۔" (مشکوٰۃ،ص:۹۶)

ترجمہ: "عورت کا اپنے کمرے میں نماز پڑھنا اپنے گھر کی چار دیواری (صحن) میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اس کا پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا اگلے کمرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں عورتیں مسجد میں نماز کے لئے آیا کرتی تھیں، لیکن بعد میں جب عورتوں نے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان قیودات میں کوتاہی برتنا شروع کردی، جن کے ساتھ اُن کو مسجد میں جانے کی اجازت دی گئی تھی تو فقہاء کرام نے فتنہ کے باعث عورتوں کے مسجد میں جانے کو مکروہ قرار دے دیا۔ اس لئے اب خواتین کو مسجد میں جانا منع ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اخبارات ورسائل کو ردی میں دینا

س:...... کیا پُرانے اخبار اور رسائل اور اسکول کی کتابیں، ڈائجسٹ، ناول وغیرہ ردی میں دینا درست ہے؟ کیا اس سے بے ادبی تو نہیں ہوتی؟ بعض لوگ ان اخبارات کو دسترخوان کے طور پر یا اشیاء کی پیکنگ میں استعمال کرتے ہیں اور پھر ضائع کرکے پھینک دیتے ہیں، کیا یہ بے ادبی میں شامل ہوگا؟

ج:...... اگر ردی والے ان پرانے اخبارات کو لے کر کسی کمپنی وغیرہ کو دیتے ہوں جو کہ ان کو ری سائیکل کرے تو ایسی صورت میں ان کو دینا درست ہے۔ باقی بے ادبی سے بچنے کی کوشش کریں۔ مذکورہ بالا امور کے لئے ٹشو پیپر وغیرہ استعمال کیا جائے نہ کہ اخبارات، اس سے بے ادبی ہوتی ہے۔ باقی مقدس اوراق جو کہ قرآن وحدیث یا دین وشریعت کے علم پر مشتمل ہوں تو ان کو جمع کرکے کسی کنویں یا دریا وغیرہ میں ڈال دیا جائے یا پھر زمین میں گڑھا کھود کر دبا دیا جائے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۳ — ۲ تا ۸ رشعبان المعظم ۱۴۳۵ھ مطابق یکم تا ۷ رجون ۲۰۱۴ء — شمارہ: ۲۱

اس شمارے میں!

تحفظ ختم نبوت کی بہاریں!	۴	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
اسلام میں انسانی حقوق کی اہمیت	۶	مولانا محمد عابد علی
چھٹیاں کیسے گزاریں؟ (۲)	۱۰	مفتی محمد راشد ڈسکوی
نماز..... مومن کی معراج	۱۳	ڈاکٹر عبدالحی عارفی ؒ
سیرت نبوی اور ہمارا طرز عمل	۱۷	مولانا محمد زاہد کھیالوی
ایک ہفتہ حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں (۱۱)	۱۹	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
قادیانیت نئے رنگ میں!	۲۳	ڈاکٹر دین محمد فریدی
ختم نبوت... عقل کی روشنی میں (۱۰)	۲۵	مولانا محمد اسحاق صدیقی

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

ترئین و آرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

تحفظ ختم نبوت کی بہاریں!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

حق تعالیٰ شانہ نے سیدنا آدم علیہ السلام سے سلسلۂ نبوت کا آغاز فرما کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس پر اس کی تکمیل فرمادی۔ سیدالاولین والآخرین کو اللہ رب العزت نے ''خاتم النبیین'' کے وصف خاص سے ممتاز فرمایا۔ اس ''خصوصیت'' سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے فرد وحید ہیں کہ پوری کائنات میں کوئی فرد جن وبشر، ملائکہ بحروبر آپ کا شریک وسہیم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد مبارک سے لے کر اس وقت تک ایک لمحہ کے بھی استثنا کے بغیر امت مسلمہ اس عقیدہ کے تحفظ کے فرض کی بجا آوری کے لئے بنیان مرصوص بنی ہوئی ہے۔ آج کی مجلس میں چند خوش کن کامیابیوں، کامرانیوں اور اقدامات واہداف سے متعلق چند باتیں پیش خدمت ہیں۔

ابھی ماضی قریب میں قادیانی چیف گرو مرزا مسرور احمد قادیانی کے رضاعی بھتیجے جناب شمس الدین نے اسلام قبول کیا۔ مجھے آزاد کشمیر سے ایک دوست نے اطلاع دی کہ ''گوئی آزاد کشمیر'' کے قریب میں ساٹھ قادیانیوں نے قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کیا۔

قریب میں گولارچی سندھ میں چھ قادیانیوں، کنری اور حیدرآباد میں آٹھ قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔ فیصل آباد کے قریب کے گاؤں میں چھ قادیانیوں نے اسلام قبول کیا، اسی طرح تسلسل کے ساتھ خوش کن اطلاعات راحت قلب وجگر کا سامان کر رہی ہیں۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ آج سے ڈیڑھ سو سال قبل حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو، پھر حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے دو گرامی قدر شاگرد مولانا سید انور شاہؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو آج سے سوا سو سال قبل مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے علامہ محمد اقبالؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور اپنے شاگردوں کی ایک بڑی طاقت کو اور سو سال قبل مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اور قائدین احرار کو جماعتی سطح پر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے میدان میں اتارا تھا۔ آج سے چالیس سال قبل شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، چوہدری ظہور الٰہیؒ ایسے بیسیوں رہنماؤں کی کاوشوں سے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور پھر خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کی قیادت میں ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں قادیانیوں کے متعلق قانون سازی کا مرحلہ طے ہوا، چنانچہ آج اس کی ''بہاریں'' کھلے عام نظر آرہی ہیں۔

برصغیر پاک وہند میں عقیدہ ختم نبوت کی جدوجہد میں ایک نمایاں ''کارنامہ'' جو نظر آتا ہے وہ ''سالانہ ختم نبوت ریفریشر کورس'' ہے۔ اس کی تاریخ اتنی قدیم ہے اور اپنے اندر تسلسل رکھتی ہے کہ اس پر جتنا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

پہلے قادیان میں فاتح قادیان مولانا محمد حیات، مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر، مولانا عنایت اللہ چشتی ایسے حضرات نے مجلس احرار الاسلام کل ہند کے دفتر قادیان میں علماء کرام کی ایک جماعت کو رد قادیانیت کے لئے تربیت دینے کا آغاز کیا۔ پاکستان بننے کے بعد فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ ملتان میں اور مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ نے شاہی مسجد چنیوٹ میں اس سالانہ کورس کی کلاسوں کو جاری رکھا، پھر ایک وقت آیا کہ جب چناب نگر میں اس کورس کو منتقل کیا گیا اس وقت تک مختصر عرصہ میں ''سالانہ ختم نبوت سمر کورس'' سے چار ہزار تین سو دس مدارس عربیہ کے علماء، طلباء، خطباء، اسکولز و کالج اسٹوڈنٹس اور دیگر طبقۂ حیات سے تعلق رکھنے والے حضرات نے امتحان میں کامیابی کے بعد اسناد حاصل کیں۔ امسال یہ کورس مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ۳۱ رمئی سے ۲۳ رجون ۲۰۱۴ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ اس میں شرکت کے لئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کورس کو کاغذ، قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی منتخب کتب کا ایک سیٹ دیا جاتا ہے۔ کورس میں شریک حضرات کا ہر ہفتہ تحریری ٹیسٹ ہوتا ہے اور آخر میں امتحان ہوتا ہے۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد اور نمایاں پوزیشن ہولڈرز حضرات کو اضافی کتب اور نقد انعامات دیئے جاتے ہیں۔

امسال اس کورس میں شرکت فرمانے والے حضرات کو جامعۃ الرشید کے رہنما مولانا مفتی ابولبابہ کے مرتب کردہ ''قرآنی عربی کورس'' کو بھی کمپیوٹر کی مدد کے ساتھ کرایا جائے گا۔ جس میں کورس کے تمام شرکاء کی شرکت لازمی ہوگی، جس سے انشاء اللہ العزیز اٹھانوے فیصد الفاظ قرآنی کا ترجمہ کرنے پر شرکاء قادر ہو جائیں گے۔ ختم نبوت کورس میں یومیہ آٹھ گھنٹے پڑھائی ہوتی ہے۔ تقابل ادیان کے بہت سارے عنوانات پر بھرپور تیاری کے ساتھ منتخب کتب کا نصاب بھی پڑھایا جاتا ہے اور علاوہ ازیں تقریر و تبلیغ کے لئے بھی تربیت کورس کا لازمی حصہ ہوتی ہے۔ امسال اتنی بھرپور تیاری کی جارہی ہے کہ بہت بڑی تعداد کے شریک ہونے کی توقع ہے۔

اس طرح امسال ایک اور قابل قدر فیصلہ سامنے آیا ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں جو سالانہ سہ ماہی کلاس ختم نبوت کے عنوان پر فارغ التحصیل علماء کے لئے لگتی تھی، اس کا دورانیہ ایک سال کر دیا گیا ہے اور اس کے موضوعات میں بھی توسیع کر دی گئی ہے، مبادیات تفسیر، اصول حدیث بمع اصطلاحات، اصول فقہ، تربیت تحریر و تقریر، اجراء صرف ونحو، حفظ الاحادیث، مطالعہ ختم نبوت، جغرافیہ، فلکیات اور جدید فتن کے متعلق منتخب نصاب سال بھر اتنا کچھ پڑھا دیا جائے گا کہ اس میں شریک ہونے والے علماء کرام جہاں جہاں تشریف لے جائیں گے اور مرکز قائم کر کے بیٹھ جائیں گے مثبت انداز میں کام کرنے کی ان پر ایسی رحمت حق راہیں کھولے گی کہ دنیا عش عش کر اٹھے گی۔ اس ایک سالہ کلاس کا بھی شوال سے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں آغاز ہوگا۔ وفاق کے جید جدا یا میٹرک پاس حضرات کو داخلہ دیا جائے گا اور داخلہ بھی انٹری ٹیسٹ کے ذریعہ ہوگا۔ سال کے آخر میں کم از کم دو صفحات کا مقالہ لکھنا ضروری ہوگا۔ اسی طرح عالمی مجلس نے رد قادیانیت پر تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور دیگر رائیٹرز حضرات کی قلمی کاوشوں کو ''احتساب قادیانیت'' کے نام پر جمع کرنا شروع کیا تھا، اس کی چھپن جلدیں شائع ہو گئی ہیں۔ مزید یہ سلسلہ جاری ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی سرکاری رپورٹ جو پانچ جلدوں پر مشتمل شائع ہوئی تھی، اس کی تلخیص اردو انگلش میں شائع کرنے کی تیاری ہو رہی ہے۔

قارئین فرمائیے کہ حق تعالیٰ نے کس طرح ان منصوبوں کے تحت اکابر امت کو چار سوئے عالم عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد کو مثبت انداز میں آگے بڑھانے کی توفیق سے سرفراز فرمایا ہے کہ ہر طرف ختم نبوت کی بہاریں ہی بہاریں نظر آرہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اسلام میں انسانی حقوق کی اہمیت!

مولانا محمد عابد علی، ساہیوال

طاغوتی طاقتیں اور ان کے حواری بالخصوص عالمی میڈیا ایک عرصہ سے یہ راگ الاپنے میں مصروف ہے کہ اسلام کو عملی طور پر نافذ نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ اگر اسلام کو عملی طور پر نافذ کردیا گیا تو اس سے انسانی حقوق مجروح ہوں گے اور پوری قوت کے ساتھ یہ پروپیگنڈا کررہے ہیں کہ انسانی حقوق کا تصور پہلی بار مغرب کے ایوانوں سے بلند ہوا اور سب سے پہلے انسان کو حقوق دینے والے یہ اہل مغرب ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات میں انسانی حقوق کا معاذ اللہ کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کو عقل سے کچھ نہ کچھ حصہ ملا ہوا ہے اور وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے واقف ہو تو اس کو اس بات کے سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ یہ ایک ایسا پروپیگنڈہ ہے جو مغرب اپنے جھوٹے اور باطل نظریات کو اور اپنے جابرانہ اور ظالمانہ نظام کو نافذ کرنے اور انسانیت کو حقیقی راحت اور سکون سے دور رکھنے کے لئے کررہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم انسانی حقوق کو ان مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں کے ساتھ اور ان کے پس منظر، پیش منظر اور تہہ منظر کو سامنے رکھتے ہوئے بنظر غائر دیکھتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ ہستی ہیں کہ جنہوں نے انسانی حقوق کے تعین کی درست سمت مہیا کی ہے جس کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ کون سے انسانی حقوق قابل تحفظ ہیں اور کون سے قابل تحفظ نہیں ہیں کیونکہ حقوق کے قابل تحفظ ہونے اور نہ ہونے کا فیصلہ سوائے خلاق عالم کے کوئی نہیں کرسکتا وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر عقل کو یہ ذمہ داری سونپ دی جائے کہ وہ حقوق کے قابل تحفظ ہونے اور نہ ہونے کا فیصلہ کرے تو یہ بات ہر ذی شعور پر آشکارا ہے کہ یہ کام قیامت کی صبح تک نہیں ہوسکتا کیوں کہ ہر عقلمند کے مفادات اور حالات مختلف ہیں تو یہ بات طے ہے کہ حقوق کے قابل تحفظ ہونے اور نہ ہونے کا فیصلہ سوائے خلاق عالم کے کوئی نہیں کرسکتا تو یہ بات بھی طے ہے کہ انسانیت کی ان تک رہنمائی سوائے رحمت عالم کے کوئی نہیں کرسکتا اور رحمت عالم نے انسانیت کے حقوق صرف بتلائے نہیں کہ اسلام میں جان و مال اور عزت و آبرو کو سب سے زیادہ تحفظ حاصل ہے۔ عدل و انصاف اور معاشرتی مساوات میں بادشاہ اور گدا، امیر اور غریب یہاں تک کہ اسلامی ریاست کے غیر ملکی باشندے بھی مسلمانوں کے برابر حقوق رکھتے ہیں بلکہ ان پر عمل بھی کرکے دکھایا اسلام نے کیا حقوق بتائے ہیں اور ان پر کیسے عمل کرکے دکھایا ہے بطور مثال چند حقوق ذکر کرتے ہیں۔

اسلام میں جان کا تحفظ:

انسانی حقوق میں سب سے پہلا حق انسان کی جان کا ہے ہر انسان کی جان کا تحفظ انسان کا بنیادی حق ہے کہ کوئی اس کی جان پر دست درازی نہ کرے۔ ''لاتقتلوا النفس التی حرم اللّٰہ الا بالحق ''کسی بھی جان پر دست درازی نہیں کی جاسکتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دے دیا اور کیا حکم دے دیا کہ جنگ میں جارہے ہو کفار سے مقابلہ ہے، دشمن سے مقابلہ ہے اس حال میں بھی تمہیں کسی بچے پر، بوڑھے پر، عورت پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں، عین جہاد کے موقع پر بھی پابندی عائد کردی یہ پابندی ایسی نہیں کہ صرف زبانی جمع خرچ ہو کہ صاحب زبانی طور پر تو کہہ دیا اور تہس نہس کردیا، سارے بچوں کو بھی اور عورتوں کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل کرکے دکھایا اور ان کا ہاتھ کسی بوڑھے پر کسی عورت پر کسی بچے پر نہیں اٹھا یہ جان کا تحفظ ہے۔

اسلام میں مال کا تحفظ:

مال کا تحفظ انسان کا دوسرا بنیادی حق ہے۔ ''لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل ''(باطل کے ساتھ ناحق طریقے سے کسی کا مال نہ کھاؤ) اس پر عمل کرکے کیسے دکھایا یہ نہیں کہ تاویل کرکے توجیہہ کرکے مال کھا گئے کہ جب تک اپنے مفادات وابستہ تھے اس وقت تک بڑی دیانت تھی بڑی امانت تھی لیکن جب معاملہ جنگ کا آگیا دشمنی ہوگئی اب یہ ہے کہ صاحب تمہارے اکاؤنٹس منجمد کردیئے جائیں گے تمہارے اکاؤنٹس فریز کردیئے جائیں گے۔ جب مقابلہ ہوگیا تو اس وقت میں انسانی حقوق غائب ہوگئے اب مال کا تحفظ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مثال پیش کی وہ عرض کرتا ہوں۔ غزوہ خیبر میں یہودیوں کے

ساتھ لڑائی ہورہی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ساتھ خیبر کے اوپر حملہ آور ہیں اور قلعہ خیبر کے گرد محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔ خیبر کے اندر ایک بے چارہ چھوٹا سا چرواہا بکریاں اُجرت پر چرایا کرتا تھا، اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ خیبر کے باہر آپ کا لشکر پڑا ہوا ہے جا کر دیکھوں تو سہی آپ کا نام بہت سنا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا کہتے ہیں اور کیسے آدمی ہیں۔

بکریاں لے کر خیبر کے قلعے سے باہر نکلا اور آپ کی تلاش میں مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہوا کسی سے پوچھا کہ بھائی محمد کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں خیمے کے اندر ہیں وہ کہتا ہے کہ مجھے یقین نہیں آیا کہ اس خیمے کے اندر کہ یہ کھجور کا معمولی سا خیمہ جھونپڑی اس میں اتنا بڑا سردار اتنا بڑا نبی وہ اس خیمہ کے اندر ہے لیکن جب لوگوں نے بار بار کہا تو وہ اس میں چلا گیا اب جب داخل ہوا تو سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے جا کر کہا کہ یا رسول اللہ آپ کیا پیغام لے کر آئے ہیں آپ کا پیغام کیا ہے آپ نے مختصر بتایا توحید کے عقیدے کی وضاحت فرمائی تو کہنے لگا کہ اگر میں آپ کے اس پیغام کو قبول کرلوں تو میرا کیا مقام ہوگا آپ نے فرمایا کہ ہم تمہیں سینے سے لگائیں گے ہم تمہارے بھائی ہوجائیں گے اور جو حقوق دوسروں کو حاصل ہیں وہ تمہیں بھی حاصل ہوں گے۔

کہنے لگا آپ مجھ سے ایسی باتیں کرتے ہیں مذاق کرتے ہیں ایک کالا بجھنگ سیاہ فام میرے بدن سے بدبو اُٹھ رہی ہے اس حالت کے اندر آپ مجھے سینے سے لگائیں گے اور یہاں تو مجھے دھتکارہ جاتا ہے میرے ساتھ اہانت آمیز برتاؤ کیا جاتا ہے تو آپ یہ جو مجھے سینے سے لگائیں گے تو کس وجہ سے لگائیں گے؟

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی مخلوق اللہ کی نگاہ میں سب برابر ہیں اس واسطے ہم تمہیں سینے سے لگائیں گے کہا کہ اگر میں آپ کی بات مان لوں مسلمان ہوجاؤں تو میرا انجام کیا ہوگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اسی جنگ میں مرگئے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس چہرے کی سیاہی کو تابانی میں بدل دے گا اور تمہارے جسم کی بدبو کو خوشبو میں بدل دے گا میں گواہی دیتا ہوں آپ نے جب یہ فرمایا تو اس اللہ کے بندے کے دل پر اثر ہوا کہ آپ یہ فرماتے ہیں تو ''اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمد رسول اللّٰہ'' عرض کیا میں مسلمان ہوگیا اب حکم دیں میں کرنے کو تیار ہوں آپ نے سب سے پہلا حکم اس کو یہ نہیں دیا کہ نماز پڑھو روزہ رکھو، پہلا حکم یہ دیا کہ جو بکریاں تم چرانے کے لئے لائے ہو یہ تمہارے پاس امانت ہے۔ پہلے ان بکریوں کو واپس دے کر آؤ اور اس کے بعد آکر پوچھنا کہ مجھے کیا کرنا ہے؟ بکریاں کس کی جن کے اوپر حملہ آور ہیں۔ جن کے ساتھ جنگ چھڑی ہے، جن کا مال غنیمت چھینا جارہا ہے۔ لیکن فرمایا کہ یہ مال غنیمت تو جنگ کی حالت میں چھیننا تو جائز تھا لیکن تم لیکر آئے ہو ایک معاہدے کے تحت اور اس معاہدے کا تقاضا ہے کہ ان کے مال کا تحفظ کیا جائے، اس معاہدے کا تحفظ کیا جائے، یہ ان کا حق ہے، لہٰذا ان کو پہنچا کر آؤ، اس نے کہا: یا رسول اللہ! بکریاں تو ان دشمنوں کی ہیں جو آپ کے خون کے پیاسے ہوئے ہیں اور پھر آپؐ واپس لوٹاتے ہیں، فرمایا کہ ہاں! پہلے ان کو واپس لوٹاؤ۔ چنانچہ بکریاں واپس لوٹائی گئیں۔

کوئی مثال پیش کرے گا عین میدان جنگ میں عین حالت جنگ کے اندر انسانی مال کے تحفظ کا حق ادا کیا جارہا ہو؟ جب بکریاں واپس کردیں تو آکر پوچھا کہ اب کیا کروں؟ فرمایا کہ نہ تو نماز کا وقت ہے کہ تمہیں نماز پڑھاؤں، نہ رمضان کا مہینہ ہے تمہیں روزے رکھواؤں، نہ تمہارے پاس مال ہے کہ زکوٰۃ دلواؤں۔ ایک ہی عبادت اس وقت ہورہی ہے جو کہ تلوار کی چھاؤں کے نیچے کی جاتی ہیں وہ ہے جہاد، اس میں شامل ہوجاؤ، چنانچہ وہ اس میں شامل ہوگیا۔

اس کا نام اسود راعی تھا۔ جب جہاد ختم ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جنگ ختم ہونے کے بعد دیکھنے جایا کرتے تھے کہ کون زخمی ہوا کون شہید ہوا، تو دیکھا کہ ایک جگہ پر صحابہ کرامؓ کا مجمع لگا ہوا ہے۔ آپس میں صحابہ کرامؓ پوچھ رہے ہیں کہ یہ کون آدمی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا معاملہ ہے تو صحابہ کرامؓ نے بتلایا کہ یہ ایسے شخص کی لاش ملی ہے جس کو ہم میں سے کوئی نہیں جانتا۔ آپؐ نے قریب پہنچ کر دیکھا اور فرمایا تم نہیں پہچانتے، میں پہچانتا ہوں اور میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو جنت الفردوس کے اندر کوثر وتسنیم سے غسل دیا ہے اور اس کے چہرے کی سیاہی کو تابانی سے بدل دیا ہے اور اس کی بدبو کو خوشبو میں بدل دیا ہے۔

بہر حال یہ بات کہ مال کا تحفظ ہو، محض کہہ دینے کی بات نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا، کافر کے مال کا تحفظ دشمن کے مال کا تحفظ جو معاہدے کے تحت ہو، یہ مال کا تحفظ ہے۔

اسلام میں آبرو کا تحفظ:

تیسرا انسان کا بنیادی حق یہ ہے کہ اس کی آبرو محفوظ ہو۔ آبرو کے تحفظ کا نعرہ لگانے والے بہت ہیں، لیکن پہلی بار محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ انسان کی آبرو کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ پیٹھ پیچھے اس کی برائی نہ کی جائے۔ آج بنیادی حقوق کا نعرہ لگانے والے بہت ہیں لیکن کوئی اس بات کا اہتمام نہیں کرتا کہ کسی کا پیٹھ پیچھے ذکر بُرائی سے نہ کیا جائے، غیبت کرنا بھی حرام ہے، غیبت سننا بھی حرام اور فرمایا کہ کسی کا دل نہ

توڑا جائے۔ یہ انسان کے لئے گناہ کبیرہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف فرمارہے ہیں طواف کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے بیت اللہ تو کتنا مقدس ہے، کتنا معظم ہے پھر عبداللہ بن مسعودؓ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے عبداللہؓ! یہ کعبۃ اللہ بڑا مقدس بڑا مکرم ہے لیکن اس کائنات میں ایک چیز ایسی ہے کہ اس کا تقدس کعبۃ اللہ سے بھی زیادہ ہے اور وہ چیز کیا ہے؟ ایک مسلمان کی جان۔ مال اور آبرو کہ اس کا تقدس کعبہ سے بھی زیادہ ہے۔ اگر کوئی شخص دوسرے کی جان پر، مال پر، آبرو پر ناحق حملہ کرے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ کعبہ کے ڈھا دینے سے بھی زیادہ بڑا جرم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حق دیا ہے۔

اسلام میں معاش کا تحفظ:

جو انسان کے بنیادی حقوق ہیں وہ ہیں جان، مال اور آبرو ان کا تحفظ ضروری ہے۔ پھر انسان کو دنیا میں جینے کے لئے معاش کی ضرورت، روزگار کی ضرورت ہے۔ اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی انسان کو اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اپنی دولت کے بل بوتے پر دوسروں کے لئے معاش کے دروازے بند کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اصول بیان فرمایا۔ ایک طرف تو یہ فرمایا معاہدے کی آزادی جو چاہے معاہدہ کرو، لیکن ہر وہ معاہدہ جس کے نتیجے میں معاشرے کے اوپر خرابی واقع ہوتی ہو، ہر وہ معاہدہ جس کے نتیجے میں دوسرے آدمی پر رزق کا دروازہ بند ہوتا ہو وہ حرام ہے۔ فرمایا لا یبع حاضر لباد کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے۔ ایک آدمی دیہات سے مال لے کر آیا مثلاً زرعی پیداوار، ترکاریاں لے کر شہر آیا فروخت کرنے کے لئے تو کوئی شہری اس کا آڑھتی نہ بنے۔ اس کا وکیل نہ بنے، سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس میں کیا حرج ہے کہ اگر دو آدمیوں کے درمیان آپس میں معاہدہ ہوتا ہے کہ میں تمہارا مال فروخت کروں گا، تمہارے سے اُجرت لوں گا تو اس میں کیا حرج ہے؟ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتلایا کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ جو شہری ہے۔ وہ مال لے کر بیٹھ جائے تو احتکار کرے گا اور بازار کے اوپر اپنی اجارہ داری قائم کرے گا۔ اس اجارہ داری قائم کرنے کے نتیجے میں دوسرے لوگوں پر معیشت کے دروازے بند ہوجائیں گے اس واسطے فرمایا۔ لا یبع حاضر لباد۔ تو کسب معاش کا حق ہر انسان کا ہے کہ کوئی بھی شخص اپنی دولت کے بل بوتے پر دوسروں کے لئے معیشت کے دروازے بند نہ کرے یہ نہیں کہ سود کھا کھا کر، قمار کھیل کھیل کر، سٹہ کھیل کھیل کر اپنے لئے دولت کے انبار جمع کر لئے اور دولت کے انباروں کے ذریعے سے وہ پورے بازار پر قابض ہوگیا، کوئی دوسرا آدمی اگر کسب معاش کے لئے داخل ہونا چاہتا ہے تو اس کے لئے دروازے بند ہیں۔ یہ نہیں بلکہ کسب معاش کا تحفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انسانوں کا بنیادی حق قرار دیا ہے اور فرمایا: ''دعوا الناس یرزق اللّٰہ بعضھم ببعض'' لوگوں کو چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے بعض کو بعض کے ذریعے رزق عطا فرمائیں گے۔ یہ کسب معاش کا تحفظ ہے جتنے حقوق عرض کررہا ہوں، یہ نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین فرمائے اور متعین فرمانے کے ساتھ ساتھ ان پر عمل بھی کرکے دکھایا۔

اسلام اور عقیدے کا تحفظ:

عقیدے اور دین کے اختیار کرنے کا تحفظ کہ اگر کوئی شخص کوئی عقیدہ اختیار کئے ہوئے ہے تو اس کے اوپر کوئی پابندی نہیں ہے کہ کوئی زبردستی جاکر مجبور کرکے اسے دوسرا دین اختیار کرنے پر مجبور کرے ''لا اکراہ فی الدین '' دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے، دین کے اندر کوئی جبر نہیں: اگر ایک عیسائی ہے تو عیسائی رہے، ایک یہودی ہے تو یہودی رہے قانوناً اس پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جاسکتی۔ اس کو تبلیغ کی جائے گی دعوت دی جائے گی، اس کو حقیقت حال سمجھانے کی کوشش کی جائے گی۔ لیکن اس کے اوپر یہ پابندی نہیں ہے کہ زبردستی اس کو اسلام میں داخل کیا جائے۔ ہاں البتہ اگر ایک مرتبہ اسلام میں داخل ہوگیا اور اسلام میں داخل ہوکر اسلام کے محاسن اس کے سامنے آگئے تو اس کو اب اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ دارالاسلام میں رہتے ہوئے وہ اس دین کو برملا چھوڑ کر ارتداد کا راستہ اختیار کرے۔ اس

علمائے حق نے ہر دور میں باطل کا مقابلہ کیا

حیدرآباد..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے ضلع دادو اور سیتا نگر کا دورہ کیا۔ مولانا نے مدرسہ عربیہ تاج الہدیٰ میں علماء کرام کے اجلاس سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ علماء حق نے ہر دور میں باطل کا مقابلہ کیا۔ فتنہ قادیانیت کے خلاف تمام مکاتب فکر کے اکابرین امت کے اکابرین امت نے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ حضرت علامہ سیّد انور شاہ کشمیری نے جب فتنہ قادیانیت کا مطالعہ کیا تو چھ ماہ چین کی نیند سو نہ سکے۔ آپ نے اپنے شاگردوں کو محاذ ختم نبوت پر کام کرنے کے لئے متوجہ کیا۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی تمام صلاحیتوں کو فتنہ قادیانیت و دیگر فتنوں کے تعاقب میں بروئے کار لائیں۔ اجلاس میں مولانا غلام رسول، مولانا سعید احمد کھوہارو، مولانا عبدالکریم، مولانا غلام مصطفیٰ پنھور، مولانا علی نواز پنھور و دیگر کئی علماء کرام شریک ہوئے۔ اجلاس کی صدارت وفاق المدارس العربیہ سندھ کے ناظم مولانا ڈاکٹر سیف الرحمٰن نے کی۔

واسطے کہ اگر وہ ارتداد کا راستہ اختیار کرے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ معاشرے میں فساد پھیلائے گا۔اور فساد کا علاج آپریشن ہوتا ہے لہٰذا اس فساد کا آپریشن کیا جائے گا اور معاشرے میں اس کو فساد پھیلانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

بہر حال کسی کی عقل میں بات آئے یا نہ آئے، کسی کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ان معاملات کے اندر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنیاد فراہم فرمائی ہے۔حق وہ ہے جسے اللہ مانے، حق وہ ہے جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانیں، اس سے باہر حق نہیں ہے،اس لئے ہر مستحق عقیدے کو اختیار کرنے میں شروع میں آزاد ہے،ورنہ اگر مرتد ہونا جرم نہ ہوتا تو اسلام کے دشمن اسلام کو بازیچہ اطفال بنا کر دکھلاتے، کتنے لوگ تماشا بنانے کیلئے اسلام میں داخل ہوتے اور نکلتے، قرآن کریم میں ہے لوگ یہ کہتے ہیں صبح کو اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شام کو کافر ہو جاؤ تو یہ تماشا بنا دیا گیا ہوتا اس واسطے دارالاسلام میں رہتے ہوئے ارتداد کی گنجائش نہیں دی جائے گی۔اگر واقعتاً دیانتداری سے تمہارا کوئی عقیدہ ہے تو پھر دارالاسلام سے باہر ہو جاؤ، باہر جا کر جو چاہو کرو، لیکن دارالاسلام میں رہتے ہوئے فساد پھیلانے کی اجازت نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عمل:

بہر حال یہ موضوع تو بڑا طویل ہے لیکن پانچ مثالیں میں نے آپ حضرات کے سامنے پیش کی ہیں: (۱) جان کا تحفظ، (۲) مال کا تحفظ، (۳) آبرو کا تحفظ، (۴) عقیدے کا تحفظ، (۵) کسب معاش کا تحفظ۔ یہ انسان کی پانچ بنیادی ضروریات ہیں۔یہ پانچ مثالیں میں نے پیش کی، لیکن ان پانچ مثالوں میں جو بنیادی بات غور کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ کہنے والے تو اس کے بہت ہیں۔لیکن اس کے اوپر عمل کر کے دکھانے والے۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام ہیں۔حضرت فاروق اعظمؓ کے دور کا واقعہ کہ بیت المقدس میں غیر مسلموں سے جزیہ وصول کیا جاتا تھا اس لئے کہ ان کے جان ومال اور آبرو کا تحفظ کیا جائے۔ایک موقع پر بیت المقدس سے فوج بلا کر کسی اور محاذ پر بھیجنے کی ضرورت پیش آئی۔ زبردست ضرورت داعی تھی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ بھائی بیت المقدس میں جو کافر رہتے ہیں ہم نے ان کے تحفظ کی ذمہ داری لی ہے اگر فوج کو یہاں سے ہٹالیں گے تو ان کا تحفظ کون کریگا؟ ہم نے ان سے اس کام کیلئے جزیہ لیا ہے لیکن ضرورت بھی شدید ہے۔چنانچہ انہوں نے سارے غیر مسلموں کو بلا کر کہا کہ بھائی ہم نے تمہاری حفاظت کی ذمہ داری لی تھی،اس کی خاطر تم سے یہ ٹیکس بھی وصول کیا تھا،اب ہمیں فوج کی ضرورت پیش آ گئی ہے۔جس کی وجہ سے ہم تمہارا تحفظ کما حقہ نہیں کر سکتے اور فوج کو یہاں نہیں رکھ سکتے لہٰذا فوج کو ہم دوسری جگہ ضرورت کی خاطر بھیج رہے ہیں تو جو ٹیکس تم سے لیا گیا تھا وہ سارا تم کو واپس کیا جاتا ہے۔

محترم قارئین یہ اسلام ہے کہ جو نہ صرف انسانی حقوق کو بیان کرتا ہے بلکہ ان پر عمل کر کے بھی دکھاتا ہے اور جب ہم ان لوگوں کا جائزہ لیتے ہیں کہ لوگ اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے غرض ان لوگوں نے اپنا اوڑھنا، بچھونا ہی اس نعرہ کو بنایا ہوا ہے جب ان کا عمل دیکھتے ہیں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ان لوگوں کے ہاں اس خوبصورت نعرہ کی حقیقت موم کی ناک سے زیادہ نہیں کہ جدھر فائدہ نظر آیا ادھر ہی موڑ لیا۔مثال کے طور پر ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ ڈیموکریسی کے بعد کوئی نظریہ فلاح کا وجود میں آنے والا نہیں لہٰذا اکثریت جو بات کہے وہ حق ہے اس کو مانو اور قبول کرو۔اگر وہی اکثریت مصر میں برسر اقتدار آ کر انسانیت کی حقیقی فلاح کیلئے کام کرے چونکہ وہ ان کے مفادات کے خلاف ہے تو فوراً اپنے پروردہ لوگوں کو حرکت میں لایا جاتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے آن واحد میں اکثریت کی بنیاد پر قائم ہونے والی حکومت کو ختم کر دیا جاتا ہے۔

محترم قارئین یہ تو ایک مثال ورنہ اس طرح کی ہزاروں مثالیں تاریخ میں بکھری پڑی ہیں لہٰذا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام اور فرزندان اسلام ایسے انسانی حقوق کے قائل نہیں جن کا منتہی اپنے مفادات کی تکمیل کے علاوہ کچھ بھی نہ ہو۔اللہ خالق کائنات ہمیں اس باطل پروپیگنڈے سے بچنے اور اس کی حقیقت کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆.........☆☆

انتقال پر ملال

جمعیت علماء اسلام تعلقہ کمبٹ کے نائب امیر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون حضرت حاجی محمد عمر شیخ صاحب کا گزشتہ دنوں انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ مرحوم کی نماز جنازہ درگاہ عالیہ پیر شریف کے حضرت مولانا عبدالمجیب قریشی صاحب نے پڑھائی۔ حاجی صاحب کا بیعت کا تعلق بھی پیر شریف کے بزرگوں سے تھا۔ علماء کرام کی خدمت میں پیش پیش ہوتے تھے، علاقے کے تمام مدارس کے ساتھ تعلق تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران نے پسماندگان سے تعزیت کی اور مختلف مدارس میں حاجی صاحب کے لئے ایصال ثواب اور خصوصی دعا کرائی۔

چھٹیاں کیسے گزاریں؟

گزشتہ سے پیوستہ

مفتی محمد راشد ڈسکوی

چوتھا کام (مختلف الانواع دوروں میں شرکت):

اگر کوئی طالب علم کسی بنا پر جماعتِ تبلیغ کے ساتھ نہ جاسکتا ہو تو پھر اُس کے لیے ہماری گذارش یہ ہے کہ وہ ملک بھر کے مدارسِ دینیہ میں منعقد ہونے والے مختلف الانواع علمی دوروں (مثلاً: دورہ صرف ونحو، دورہ تفسیر، دورہ منطق، دورہ سراجی ومیراث، دورہ لغۃ العربیہ، دورہ رد فرق وادیانِ باطلہ، دورہ رد قادیانیت، دورہ فلکیات، دورہ صحافت، دورہ خطابت وغیرہ) میں سے اپنے اساتذہ سے مشورہ کرکے اپنے مناسب حال کسی دورے کا انتخاب کرکے اُس میں شرکت کرے، عام طور پر ان دوروں کے انعقاد کا دورانیہ تیس سے چالیس دن کا ہوتا ہے، اس مختصر سے عرصے میں ماہرِ فن اور سالہا سال سے تجربہ رکھنے والے علماء کرام اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے، اپنے تجربات کی روشنی میں متعلقہ دورے کی مبادیات سے لے کر پورے فن کا خلاصہ شرکاءِ دورہ کے سامنے رکھتے ہیں۔

ہمارے خیال میں ان دوروں میں سے ہر دورے کا کما حقہ فائدہ مختلف طلبا کے لیے مختلف درجات کے بعد تو ہوتا ہی ہے، لیکن اس سے قبل یہ فائدہ تو یقیناً ہو جاتا ہے کہ وہ اپنا وقت کسی دینی کام میں ہی گذار رہا ہے لیکن مقاصدِ خاصہ کے ساتھ منعقد کیے جانے والے مختلف الانواع دوروں کا کما حقہ فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا؛ مثلاً: ''دورہ صرف ونحو'' اور ''دورہ لغۃ العربیہ'' درجہ رابعہ کے بعد مفید ثابت ہوگا؛ البتہ درجہ اولیات کے وہ طلبہ جو صرف ونحو میں کمزور استعداد کے حامل ہوں، ان کے لیے درجہ اولیٰ، ثانیہ اور ثالثہ کے بعد مفید رہے گا۔ ''دورہ تفسیر، دورہ سراجی ومیراث، دورہ منطق، دورہ فلکیات'' میں درجہ سادسہ اور ان سے اوپر کے طلبا زیادہ بہتر طریقے سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں، اس لیے کہ ان طلبا میں اخذ کی صلاحیت کافی حد تک پیدا ہو چکی ہوتی ہے؛ اور بڑی حد تک متعلقہ فنون کی کتب پڑھ چکے ہوتے ہیں؛ اور ''دورۂ رد فرق وادیانِ باطلہ، دورہ صحافت، دورہ رد قادیانیت'' سے درجہ سابعہ اور اس سے اوپر کے طلباء اِن مختصر المیعاد دوروں میں دیے جانے والے اسباق پر اچھے طریقے سے گرفت کر سکتے ہیں اور اس سے بھی آگے بڑھ کے، اگر یہ دورے فراغت کے بعد کیے جائیں، جب کہ بندہ عملی میدان میں قدم رکھ چکا ہوتا ہے یا رکھنے والا ہوتا ہے، تو اُس وقت ان دوروں کا فائدہ صحیح معنی میں حاصل ہوتا ہے، لیکن دورانیہ تعلیم کے جس مرحلے میں بھی کسی بھی دورے میں شرکت کی جائے، کسی نہ کسی درجہ میں حصول فائدہ سے انکار تو ہے ہی نہیں۔

مختلف الدرجات کے لیے کون سا دورہ کب مفید ہے؟! اس میں یقیناً ایک سے زیادہ آراء ہوسکتی ہیں، مذکورہ ذکر کی گئی ترتیب کوئی منصوص نہیں ہے، یہ تو محض تجرباتی یا ذوقی چیز ہے، اس لیے دورہ کے انتخاب کے لیے ضابطے کے اپنے اساتذہ کی رائے پر عمل کرنا نہایت مفید ثابت ہوگا۔

شرکاءِ دورہ کی خدمت میں ہماری گذارش یہ ہے کہ طلبا ان مخصوص ایام میں دورہ میں پڑھائے جانے والے اسباق کو خوب اچھی طرح ضبط کرنے کا اہتمام کریں، مفید باتوں اور نکات کو اپنے پاس رجسٹر میں نقل کر لیا جائے، تو نور علیٰ نور ہے، اسباق کے اوقات کے علاوہ میں متعلقہ اساتذہ کرام کے مشورہ سے متعلقہ فن کی اُن کتب کا مطالعہ کرنے کی بھی کوشش کی جائے، جو دورہ میں یا درسِ نظامی کے نصاب میں داخل نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں آخری بات یہ ہے کہ دروہ کروانے والے اساتذہ کے ''فن اور طرزِ تدریس'' کو سمجھتے ہوئے اُسے کاپی میں محفوظ بھی کیا جائے تا کہ بوقتِ ضرورت اس سے فائدہ اُٹھایا جاسکے۔

پانچواں کام (اپنے علاقے میں کرنے کے کام)

دعوت وتبلیغ میں وقت لگانے والے یا مختلف دوروں میں شرکت کرنے والے طلباء کرام یا وہ طلباء کرام جو ان دونوں کاموں میں شرکت نہ کر سکے ہوں، جب اپنے گھروں کی طرف لوٹیں تو اُن کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے مقام پر، اپنے گھروں میں، اپنے گلی محلوں میں، اپنے معاشرے میں اپنے آپ کو ایسا پیش کرنے کی کوشش کریں کہ آپ کے متعلقین واضح طور پر، کھلی آنکھوں آپ کے بارے میں یہ محسوس کریں کہ ''ہمارا یہ عزیز'' مدرسہ کی

زندگی اختیار کرنے سے قبل، یا سابقہ سال میں تو (اپنی عبادات، اپنے معاملات، اپنی حسن معاشرت اور اپنے اخلاق میں) ترقی کے اس معیار پر نہیں تھا، جس معیار پر اب پہنچ چکا ہے۔اس تبدیلی کے لیے اور گھروں میں گذارے جانے والے ان ایام کو قیمتی بنانے کے لیے اپنے اساتذہ سے ان مواقع پر سنی ہوئی کچھ مفید باتیں نمبروار ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں، جن کو اپنانا انشاء اللہ العزیز آپ کو ایک مثالی طالب علم بنا دے گا، لوگ آپ کی صلاحیتوں کی وجہ سے آپ کو اپنے کندھوں پر بٹھائیں گے، آپ کے ہاتھ چومیں گے، آپ کا ادب کریں، آپ کی بات توجہ سے سنیں گے، آپ کے مشوروں پر عمل کریں گے، آپ کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھیں گے، اپنے فیصلوں کے لیے آپ کو حکم بنانا تسلیم کریں گے، آپ کی مثالیں دے کر اپنی اولاد اور اپنے ماتحتوں کی تربیت کریں گے، آپ کو دیکھ کر اپنی اولاد کو بھی مدارس دینیہ میں داخل کروانے کا فیصلہ کریں گے۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ رب العزت دنیا وآخرت کی سعادتیں آپ کا مقدر بنا دیں گے:

(☆) صبح سویرے نماز فجر کے لیے از خود اُٹھنے کا اہتمام کرنا، پانچوں نمازیں، باجماعت، مسجد میں، تکبیر اولیٰ کے ساتھ، پہلی صف میں ادا کرنے کی حتی الوسع کوشش کرنا۔

(☆) مسجد میں ہونے والے تبلیغی اعمال (تعلیم، گشت، مشورہ، شب جمعہ، جماعتوں کی نصرت وغیرہ) کا اہتمام کرنا، اور نمازوں کے بعد ہونے والے دروس قرآن ودروس حدیث میں شرکت کرنا۔

(☆) مسجد کے ائمہ، علاقے کے قدیم کبار علماء کرام کی ملاقات کی غرض سے ان کی خدمت میں حاضر ہونا، اگر وسعت ہو تو ان کی شان کے مطابق، وگرنہ اپنی حیثیت کے مطابق، ان کے لیے کوئی معقول ہدیہ لے کر جانا، اُن سے مختلف امور میں مشاورت کرنا، اپنی تعلیمی وتبلیغی کارگزاری ان کے سامنے بیان کرنا۔

(☆) اگر اپنے علاقے کی مساجد میں نماز باجماعت کا اہتمام نہ ہوتا ہو تو اس کا انتظام کرنا، اگر درس وغیرہ یا تبلیغی اعمال نہ ہوتے ہوں تو مقتدر حضرات کو اپنا ہمنوا بنا کر ان اعمال کو شروع کرنا۔اگر کہیں جمعہ پڑھانے کا موقع ملے تو خوب اچھی طرح تیاری کر کے پڑھانے کا اہتمام کرنا۔

(☆) ان تمام مذکورہ اعمال میں دیگر طلبہ مدارس کو اپنے ساتھ شریک رکھنا۔

(☆) اگر اپنی قراءت میں کمزوری ہو تو کسی ماہر قاری صاحب سے بات کر کے اپنی تعطیلات کے اعتبار سے جامع ومانع ترتیب بنانا۔

(☆) کسی ماہر کاتب سے مسلسل اور خوب اہتمام سے مشق لے کر اپنا خط سنوارنا۔

(☆) کسی کمپیوٹر کے ماہر سے کمپوزنگ سیکھنے کی ترتیب بنانا، ایک عالم دین کے لیے موجودہ دور میں یہ مہارت بہت نفع کی چیز ہے، اسی طرح مکتبہ الشاملہ استعمال کرنے میں مہارت حاصل کرنا بھی بہت مفید ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ کمپیوٹر کے مفاسد سے بچتے ہوئے اس کا صحیح استعمال بہت ہی نافع ہے۔

(☆) گھر کے کام کاج میں گھر والوں کا ہاتھ بٹانا، سودا سلف لا کر دینا، گھر سے متعلق انتظامی امور میں بے جا دخل اندازی کے بجائے حسن تدبیر سے کام لیتے ہوئے اصلاح احوال کی کوشش کرنا، گھر میں مروج غیر شرعی امور (ٹی وی، وی سی آر، بے پردگی وغیرہ) میں بہت سوچ سمجھ کر، احسن طریقے سے، بتدریج تبدیلی لانے کی کوشش کرنا، اس تبدیلی کی ابتداء انفرادی ترغیب کا راستہ اختیار کر کے ذہن سازی کے ساتھ آسان ہو جائے گی، لیکن یاد رکھیں: اس تبدیلی کے لیے اہم ترین اقدام اس وقت ہی ممکن ہو سکے گا، جب آپ خود اپنی ذات کے اعتبار سے ان محارم سے اجتناب کرنے والے ہوں گے، وگرنہ ہر تدبیر رائیگاں جائے گی۔

(☆) روزانہ والدین کے لیے کچھ وقت فارغ کر کے خاص ان کے پاس بیٹھنا، ان کی سننا اور اپنی سنانا، ان کی جسمانی خدمت کرنا (یعنی: سر، پاؤں، کندھے دبانا) اُن کے ساتھ حسن سلوک اختیار کرنا۔

(☆) تمام رشتہ داروں کے پاس اُن کے مقام پر ملاقات کے لیے جانا، رشتہ داروں میں غیر محرم عورتوں سے بہر صورت شرعی پردہ کرنا۔

(☆) علاقے میں موجود اپنے قدیم وجدید اساتذہ کے پاس ملاقات کے لیے جانا، اگر ان کے پاس جانا ممکن نہ ہو تو کم از کم ٹیلی فون پر تو ضرور رابطہ کرنا۔

(☆) ہر خاص وعام سے سلام میں پہل کرنا۔

(☆) غیر نصابی کتب بالخصوص اکابرین کی سوانح وغیرہ کا مطالعہ بھی کیا جائے۔

(☆) یہ بات اچھی طرح سوچ لینی چاہیے اور ذہن میں بٹھا لینی چاہیے کہ مدارس سے باہر کی دنیا کے افراد؛ چاہے وہ کوئی ہو، آپ کی فنون نحو، صرف، منطق، یا فقہ میں مہارت سے متاثر نہیں ہوگا، بلکہ وہ آپ کے حسن اخلاق، آپ کی حسن معاشرت، آپ کے اٹھنے بیٹھنے، آپ کے چلنے پھرنے، آپ کی سنت زندگی کو اختیار کرنے سے متاثر ہوگا، لہٰذا اپنی زندگی کے ان پہلوؤں سے ہرگز ہرگز غافل نہ ہوں، ان امور پر خصوصی توجہ دیں، ان کے اختیار کرنے کی کوشش کریں اور اللہ سے ان صفات کے حصول کی خوب دعا بھی کریں۔

آخری اہم ترین گزارش:

اب آخر میں طلبہ ساتھیوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ تعطیلات کو بہترین سے بہترین مصرف میں گذارنے کے لیے ضرور بالضرور اپنے ان اساتذہ سے مشاورت کریں، جن کے ساتھ آپ کا تعلق ہو، وہ آپ کی تعلیمی، اخلاقی کیفیت اور مزاج سے واقف ہوں، ان کی رائے کے مطابق آپ دورے کا انتخاب کریں اور جس جگہ دورہ کرنے کی وہ رائے دیں، اسی جگہ دورہ کریں، اگر وہ آپ کے حق میں آپ کے لیے کچھ اور مفید سمجھیں تو بھی ان کی رائے کو اختیار کریں، یہ بات اس لیے انتہائی ضروری ہے کہ اس وقت بہت سی جگہوں میں غیر معتبر اور غیر مستند افراد قرآن وحدیث اور تفسیر کے نام پر دیوبندیت کا لیبل لگائے ہوئے فکری اور نظریاتی ارتداد پھیلا رہے ہیں، اسلام کے نام پر اسلام سے دور کر رہے ہیں، دیوبندیت کا نام لے کر دیوبندیت کی جڑیں کاٹ رہے ہیں، تفسیر کی آڑ میں اپنے گمراہ کن نظریات سے صاف اور خالی الذہن طلبہ کو بھی فکری ارتداد میں مبتلا کر رہے ہیں، ایسے افراد کو پہچان کر ان سے بہت دور رہنے کی ضرورت ہے، اور جب اللہ ہمت اور استعداد دے تو اس وقت ان کے فکری اور نظریاتی ارتداد کی حقیقت طشت ازبام کردیں۔

مذکورہ مفاسد سے بچنے کی خاطر اپنے اساتذہ سے مشاورت اور ان کی رائے کے مطابق قدم اٹھانا از حد ضروری ہے، اللہ رب العزت ہم سب کو مرتے وقت تک صراط مستقیم پر ثابت قدمی نصیب فرمائے، اور ہر طرح کے شرور وفتن سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہماری صلاحیتوں کو ہدایت کے پھیلنے کے لیے قبول فرمائے اور ہم کو اپنے منشا کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆

مولانا شجاع آبادی کے جھنگ کے تبلیغی دورہ کی رپورٹ

مولانا غلام حسین مدظلہ کی دعوت پر ۱۸، ۱۹، ۲۰/اپریل ۲۰۱۴ء کو جھنگ حاضری ہوئی۔ ۱۸/اپریل کا جمعۃ المبارک کا خطبہ جامعہ عثمانیہ شورکوٹ سٹی میں رکھا۔ جامعہ عثمانیہ کے بانی مولانا بشیر احمد خاکیؒ تھے۔ موصوف جرأت مند اور بہادر عالم دین تھے۔ جمعیت کے پلیٹ فارم سے کئی مرتبہ الیکشن میں حصہ لیا۔ پنجاب کے جاگیرداری نظام میں کسی عالم دین کی کامیابی جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ علاقائی جاگیردار لاکھوں روپے الیکشن پر خرچ کرتے ہیں، جبکہ علماء کرام اپنے ووٹروں کو جزاک اللہ سے نوازتے ہیں، ہر مرتبہ شکست سے دوچار ہوئے لیکن سیاست عبادت سمجھ کر کرتے، ہارنے کے باوجود ہمت نہیں ہارتے تھے۔ شورکوٹ سٹی میں جامعہ عثمانیہ کے نام سے دینی ادارہ قائم کیا، جہاں آج دورۂ حدیث شریف تک اسباق ہیں۔ موصوف کے فرزند ارجمند مولانا زاہد انور ان کے جانشین اور مدرسے کے مہتمم ہیں۔ خطبہ جمعہ کے بعد موصوف نے ظہرانہ کا انتظام کر رکھا تھا، جس میں جامعہ کے اساتذہ کرام، شہر کے معززین کے ساتھ ساتھ بندہ بھی شریک ہوا، ظہرانہ سے فارغ ہوکر جھنگ کے لئے سفر کیا، جہاں جامعہ علوم شرعیہ میں ایک میٹنگ میں شرکت کی، جس میں مولانا غلام حسین، مولانا سیّد مصدوق حسین شاہ، قاری عمر دراز، شیخ مقبول احمد سمیت کئی ایک رہنماؤں نے شرکت کی اور ۶/مئی کی کانفرنس کی تیاری کے لئے پروگرام تشکیل دیے گئے۔

جامع مسجد شیخ لاہوریؒ: میں عشاء کی نماز کے بعد درس قرآن پاک کی تقریب منعقد ہوئی۔ راقم نے ’’واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین‘‘ پر پون گھنٹہ خطاب کیا۔ درس کے بعد علماء کرام کی محمد طاہر نے طعام سے تواضع کی۔ مجلس احرار اسلام کے رہنما مولانا عبدالغفار نے خصوصی شرکت کی۔ بندہ کا قیام جامع مسجد قاضیاں محلہ خواجگان میں رہا۔

جامع مسجد مولانا حق نواز شہیدؒ: ۱۹/اپریل صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد مولانا حق نواز شہیدؒ میں راقم الحروف کا درس قرآن وحدیث ہوا۔ راقم الحروف نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مولانا حق نواز شہید اور ان کے رفقاء خطباء کو خراج تحسین پیش کیا۔ مولانا غلام حسین، شیخ مقبول احمد، قاری خلیل احمد اور دوسرے رفقاء نے دور دراز سے آکر خصوصی شرکت کی۔

مولانا غلام یاسین انصاری کے برادر صغیر مولانا عبدالحلیم انصاری اور ان کے فرزندان گرامی سے مولانا غلام حسین، مولانا محمد اقبال شیروانی، مولانا سیّد مصدوق حسین شاہ کی معیت میں تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

شاہ نکڈر میں جلسۂ ختم نبوت سے خطاب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مدرسہ عربیہ شاہ نکڈر میں عصر کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت مولانا سیّد مصدوق حسین شاہ نے کی۔ راقم الحروف نے ’’ختم نبوت دین اسلام کی اساس و بنیاد‘‘ کے عنوان پر خطاب کیا۔ مولانا سیّد مصدوق حسین شاہ کی دعا پر جلسۂ اختتام پذیر ہوا اور موصوف کی قیادت میں اگلے سفر پر روانگی ہوئی۔

منڈی شاہ جیونہ میں خطاب: مدرسہ عثمانیہ تعلیم القرآن میں مغرب کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت قاری محمد عثمان طارق نے کی۔ قاری عثمان ہمارے کلاس فیلو قاری محمد صدیق طارق کے فرزند ارجمند ہیں۔ انتظام حافظ محمد ناصر اور ان کے رفقاء نے کیا۔ راقم الحروف نے ’’عالم ارواح میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس‘‘ کے عنوان پر تقریباً پون گھنٹہ خطاب کیا۔ حافظ محمد ناصر، قاری محمد عثمان نے خدام ختم نبوت کے اعزاز میں عشائیہ دیا۔

جامع مسجد بڈھے والی میں درس: ۲۰/اپریل صبح کی نماز کے بعد راقم نے جامع مسجد بڈھے والی میں اور مغرب کے بعد جامع مسجد قاضیاں اور عشاء کے بعد جامع مسجد کوٹ روڈ میں درس دیے۔ آخر الذکر میں مولانا غلام حسین، قاری خلیل احمد، مولانا محمد اقبال شیروانی نے خصوصی شرکت کی۔

نماز... مومن کی معراج

ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ

آج پاکستان اور ممالک اسلامیہ کے ہر شعبۂ زندگی میں گناہ کبیرہ رائج ہو رہے ہیں اور فواحشات اور منکرات کو تہذیب حاضرہ کا طرۂ امتیاز سمجھا جا رہا ہے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

پاکی، صفائی، حیا، شرم، غیرت، عصمت، عفت، سب ختم ہوتی جا رہی ہیں۔

سب لوگ کہتے ہیں کہ دعا کرو کہ ایمان پر خاتمہ ہو مگر ایمان ہے کیا چیز؟ جس پر خاتمہ ہو، پہلے اس کا احساس تو کر لیا جائے، اگر ذرا غور کیا جائے تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ ایمان پر خاتمہ کی تمنا محض ہماری خوش فہمی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے عقیدوں اور اعمال سے خود ہی ایمان کا خاتمہ کر رکھا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایمان اور حیا ایک ہی چیز ہے، اگر حیا ختم ایمان بھی ختم، اپنے ماحول اور معاشرہ کا جائزہ لیجئے اس میں بے شرمی اور بے حیائی خواص و عوام میں ظاہر ہو رہی ہے۔ غور فرمائیں کہ ہمارے اجزائے ایمان خود ماؤف ہو گئے ہیں تو پھر ایمان پر خاتمہ ہوگا؟ اس لئے ضرورت ہے کہ پہلے یہ خوب سمجھ لیا جائے کہ ایمان کیا ہے؟ پھر اس کا جائزہ لیا جائے کہ ایمان کے تقاضوں پر ہم کس قدر عمل کر رہے ہیں؟

جس قدر بھی ایمان کے تقاضوں پر عمل ہو رہا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے اور مزید توفیق کیلئے دعا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو بندہ ہماری دی ہوئی نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہے، ہم اس کی نعمتیں اور بڑھا دیتے ہیں اور ان میں برکت عطا فرما دیتے ہیں۔ ہر روز صبح کو جب اپنے معمولات سے فارغ ہوا کرو تو اس پر شکر ادا کیا کرو کہ الحمدللہ! ہم صاحب ایمان ہیں اور دعا کیا کرو کہ:

یا اللہ! ہمارا ایمان، ہماری بداعمالی اور ہماری غفلت کی وجہ سے ضعیف ہے، یا اللہ! ہم کو اعمال صالحہ کی توفیق دیجئے، کوتاہیوں پر استغفار کی توفیق عطا فرمائیے اور ہم کو ہر شعبۂ زندگی میں نیک ہدایت عطا فرمائیے اور بے غیرتی اور بے حیائی کے کاموں سے بچائیے تاکہ ہمارا ایمان کمزور نہ ہونے پائے، عافیت بہت بڑی دولت ہے۔ عافیت کی بہت دعا مانگا کرو اور جو عافیت حاصل ہے اس پر شکر ادا کیا کرو کہ یا اللہ! آپ نے ہمیں ہر طرح سے عافیت دے رکھی ہے، باوجود اس کے کہ ہمارا ماحول پُرآشوب ہے، ہر جگہ حادثات ہیں، سانحات ہیں، پریشانیاں ہیں، بیماریاں ہیں، پھر بھی یا اللہ! آپ نے ہم کو ہر طرح کا اطمینان عطا فرمایا ہے، سکون قلب دیا ہے، فراغت دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے ان نعمتوں کا بیمہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کر لیا کرو۔

خلاف فطرت اور خلاف عقل سلیمہ یعنی احکامات اور ہدایات الٰہیہ کے خلاف زندگی بسر کرنے سے آج دنیا بدحواس ہے اور برباد ہو رہی ہے، اپنی لغزشوں سے، اپنی بے ہودگیوں اور ناپاکیوں سے تمام دنیا میں اکثر لوگ اپنے اس گندے ماحول اور معاشرے سے عاجز آ گئے ہیں، مگر ان کے لئے اس سے نجات کی صورت نہیں۔ میں اسی لئے ان واقعات سے متاثر ہو کر بار بار عرض کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اپنے ایمان کی قدر کرو، اپنے اسلام کی قدر کرو، اسی کے ضابطے اور حدود کے اندر رہ کر عافیت حاصل کرو، اسی میں دنیا اور آخرت کی فلاح ہے۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہماری مملکت اسلامیہ اور دوسرے ممالک اسلامیہ دشمنوں کی سازشوں کی زد میں ہیں اور اپنی عاقبت نااندیشی سے مغلوب ہو کر دشمنوں کی رائج کردہ تہذیب و معاشرہ کی دلفریبی سے مغلوب اور نفسانی و شہوانی تفریحات (مشاغل) میں مبتلا ہو کر ہر صورت سے برباد ہو رہے ہیں۔ سیاسی اعتبار سے بھی اور اقتصادی لحاظ سے، اخلاقی شعور و شعائر بھی ختم ہو رہے ہیں، ہم بڑی غفلت کے ساتھ اپنا وقار اسلامی ختم کرتے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور دین و دنیا کی ہلاکت سے بچائے۔ ایمان کی کمزوری سے قوت و ہمت بھی زائل ہو جاتی ہے اور حیاء کا جذبہ سرد پڑ جاتا ہے۔ نفس و شیطان نے ہم کو ایسا بزدل بنا دیا ہے کہ دشمنوں کا مقابلہ نہ سیاسی اعتبار سے کر سکتے ہیں اور نہ ان کی مہلک سازشوں سے بچ سکتے ہیں اور ہر طرح سے ان کے دست نگر اور ضروریات زندگی میں ان کے محتاج بن گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگا کرو کہ ایسا وقت ہمارے اور آپ کے سامنے نہ آئے اور ایسی بات نہ ہو کہ ہمارا انجام عبرتناک ہو اور دوسری قومیں ہم پر ہنسیں۔ اب میں آپ کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے ایمان اور اسلام کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے

ہمارے دین کی حفاظت کے لئے بتایا ہے اور جو ہمارے لئے قوی اور مستحکم قلعہ ہے اس کو عمل میں لاؤ اور وہ ہے نماز۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نماز دین کا ستون ہے، جس نے اس کو چھوڑا اس نے اپنا دین ویران کیا۔''

صحابہ کرامؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: تمام کاموں میں کون سا کام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وقت پر نماز ادا کرنا۔'' اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کی کنجی نماز ہے۔'' اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے توحید کے بعد اپنے بندوں پر سوائے نماز کے اور کوئی چیز فرض نہیں کی، اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ کوئی چیز محبوب ہوتی تو وہ اپنے فرشتوں کو اس میں مشغول رکھتا اور وہ ہمیشہ نماز میں رہتے ہیں، ایک گروہ فرشتوں کا رکوع میں ہے، ایک گروہ سجدہ میں ہے، اگر گروہ قیام میں ہے اور ایک گروہ قعود میں ہے۔''

نماز ہی ایسی چیز ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت رکھی ہے کہ جس سے ایمانی تقاضے پیدا ہوتے ہیں اور شرف انسانیت کا شعور پیدا ہوتا ہے۔ نماز ایسی چیز ہے کہ ہم لوگوں نے اس کو روزمرہ کا ایک معمولی عمل سمجھ لیا ہے اور اس کی کوئی قدر اور اہمیت ہماری نظر میں نہیں ہے اور یہ ہماری بڑی محرومی قسمت ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے ساتھ رابطہ قائم کرنے کے لئے اور اپنے ساتھ تعلق محبت کو بڑھانے کے لئے اور اپنی معرفت وقرب عطا فرمانے کے لئے اور اپنی نصرت سے اعانت عطا فرمانے کے لئے خاص طور پر نماز کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ غور کریں تو نماز میں یہ سب مقاصد بدرجہ اتم موجود ہیں۔ دیکھئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کس خصوصیت کے ساتھ ان کو مخاطب فرما کر فرماتے ہیں: ''مجھے یاد رکھنے کے لئے نماز پڑھا کرو۔''

پھر ہمارے آقائے نامدار سردار دو عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں جو درجہ قرب الٰہی عطا ہوا اس کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔ عالم کائنات کے تمام تخیلات وتصورات اس کے ادراک سے قاصر ہیں:

اللہ اللہ قرب معراج رسولؐ
دو کماں سے فرق ادنیٰ رہ گیا
اٹھ گئے مابین سے سارے حجاب
ایک فقط آنکھوں کا پردہ رہ گیا

اس قرب خصوصی پر فائز فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی حضوری میں اپنے محبوب کو جو خلعت شاہانہ کا تحفہ عطا فرمایا وہ پانچ وقت کی نمازیں ہیں۔

نماز کی قدر ومنزلت:

نماز کی قدر ومنزلت کا کیا ٹھکانہ ہے، اس کا انتہائی شرف یہ ہے کہ نماز معراج المومنین ہے۔ کلام اللہ میں جس کثرت سے نماز کا ذکر اور اس کی اہمیت اور تاکید اور اس کے برکات وثمرات مذکور ہیں۔ کسی دوسرے فرض وواجب کی اتنی قدر نہیں ہے۔ بار بار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس طرف متوجہ فرمایا ہے اور بڑی تاکید کے ساتھ اس کو وقت مقررہ پر ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ نماز کو جب تک ہوش وحواس قائم رہیں کسی حالت میں بھی ترک نہیں کیا جاسکتا، خواہ کوئی حالت بھی ہو، بہرحال نماز کا ادا کرنا فرض ہے۔ اگر جہاد ہو رہا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وقت پر ایک خاص طریقہ سے نماز ادا کرلو اور اسی طرح اگر سفر میں ہو تب بھی نماز پڑھو اور نماز میں قصر کرلیا کرو، مگر ترک نہ کرو۔ اگر وضو نہیں کرسکتے تو تیمم کرلیا کرو، اگر کھڑے ہوکر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھ لیا کرو، اگر اس میں بھی تکلیف ہو تو لیٹ کر پڑھو اور اگر ضعف کا غلبہ ہو تو اشارے سے نماز پڑھو، اسی طرح جو بھی نماز ہوگی وہ کامل نماز ہوگی، کیونکہ یہ رخصت عملی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور بندہ جس حالت مجبوری میں ہے وہ ان کے علم میں ہے۔ اس کو ایسے وقت میں بھی نماز کا مکلف فرمایا ہے اور اس حالت کے مطابق نماز ادا کرنے کی آسان صورت بھی تعلیم فرمادی ہے تو ان کے حکم کی بجا آوری میں جو نماز ہوگی وہ ضرور کامل ہوگی، حکم بھی ہے کہ جب تک نزع میں ہوش ہے نماز ضرور پڑھی جائے۔

کچھ انتہا ہے اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم کی کہ ہر حال میں بندہ کو اپنی حضوری میں رکھنا چاہتے ہیں، ایمان پر خاتمہ کیا ہے؟ یہی ہے کہ اگر نزع میں بھی نماز کا وقت آگیا ہے تو اشارہ ہی سے سہی نماز کی طرف متوجہ ہوجاؤ یہی ایمان پر خاتمہ ہے۔

یہاں سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے جو تمام حقائق ومعارف کی روح رواں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس قدر بھی ہم پر فرائض وواجبات عائد فرمائے ہیں ان کی ادائیگی میں بے حد وحساب اجر وثواب کا وعدہ ہے اور اپنی رضائے کاملہ حاصل کرنے کے لئے ان کو قوی اور غیر متزلزل ذریعہ بنایا ہے مگر اپنا خصوصی مقام قرب حاصل کرنے کے لئے اپنے ایک عاجز بندۂ مومن کی صرف نماز ہی کے اندر یہ راز مخفی فرمایا ہے کہ جب حالت نماز میں خواہ وہ نماز اشارۃً ہی سے کیوں نہ ہو بندہ حالت سجدہ میں ہوتا ہے تو یہ سجدہ ہی وہ مقام قرب ہے جس کی علویت وعظمت کی کوئی انتہا نہیں تو گویا موت کے وقت حالت نماز میں بندہ مقام قرب ہی میں واصل الی اللہ ہوتا ہے۔

اس مضمون کے ساتھ حقیقت پر نظر جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان عطا فرمانے کے بعد اعمال صالحہ کی ترغیب وتاکید فرمائی ہے کیونکہ اعمال صالحہ ہی یعنی عباداتِ وطاعات، اذکار وتسبیحات ہی رُوح کی خاص

غذائیں ہیں اور تمام فرائض وواجبات نمازی کی روح کے لئے خاص الخاص غذا ہے، چنانچہ روح کو اپنی قوت بڑھانے اور اس کو روبکار کرنے کے لئے دن رات میں کم ازکم پانچ وقت شدید ضرورت ہے، اسی لئے ظاہر ہے کہ مومن کو آخری لمحات زندگی میں ایمان کے مستحضر رہنے کے لئے اور جب جسم میں روح باقی ہے، روح کو اپنی خاص غذا حاصل کرنے کے لئے نماز کی ضرورت ہے۔ خواہ وہ نماز اشارے ہی سے کیوں نہ پڑھی جائے۔ مریض کے جانکنی کے وقت سورۂ یٰسین پڑھنے اور کلمہ طیبہ کی تلقین سے بھی یہی بات مترشح ہوتی ہے کہ جب تک جسم میں روح باقی ہے روح کو کلام الٰہی سے غذا ملتی رہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث شریف میں ہے کہ وصال کے وقت آخری وصیت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے فرمائی تھی وہ یہ تھی:

”نماز کی پابندی کرو اور اپنے ماتحتوں کا خیال رکھو۔“

یہ دو مرتبہ ارشاد فرمایا: اس حدیث شریف سے نماز کی اہمیت کا اندازہ لگایئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آخری وقت میں بھی نماز کی تاکید فرما رہے ہیں، معلوم ہوا کہ ہمارا ایمان صلوٰۃ ہی کی پابندی سے محفوظ ہے اس کی بڑی قدر کرو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یقین اور ایمان کامل کے ساتھ اس پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اگر صحت وتندرستی میں نماز کی عادت قوی ہو جاتی ہے تو آخر وقت میں بھی عادت عود کر آتی ہے اور نماز کسی نہ کسی طرح ادا کرنے کا تقاضا ہوتا ہے اور نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف حضوری ہوجاتی ہے اور یہی ایمان کی دلیل ہے تو خدا کے لئے نماز کی بڑی قدر کرو اور اس کی برکات سے فائدہ حاصل کرو خواہ اس وقت ابتدا میں نماز کی حقیقت اور اس کے برکات وثمرات ہم کو محسوس نہ ہوں مگر جن لوگوں نے نماز کی پابندی کے ساتھ اور ان کے تمام لوازمات ظاہری وباطن کے ساتھ پڑھنے کی عادت ڈالی ہے ان سے پوچھو کہ نماز کیا چیز ہے، جب ان کو نماز میں خشوع وخضوع اور حضور قلب کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو ان کو تمام نفسانی لذتیں قابل نفرت معلوم ہوتی ہیں اور دنیا ہیچ معلوم ہوتی ہے، یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ نماز کے ذریعہ سے قرب الٰہی کے حصول کو بھی سمجھئے کہ جاندار مخلوق کی طرح اللہ تعالیٰ نے نماز کو بھی ایک صورت اور دوسرے روح عطا کی ہے۔

چنانچہ نماز کی روح تو نیت اور قلب ہے اور قیام وقعود نماز کا بدن ہے اور رکوع وسجود نماز کا سر اور ہاتھ پاؤں ہیں اور جس قدر اذکار وتسبیحات نماز میں ہیں وہ نماز کے آنکھ اور کان وغیرہ ہیں اور اذکار و تسبیحات کے معنی کو سمجھنا گویا آنکھوں کی بینائی اور کانوں کی قوت سماعت....وغیرہ ہے اور نماز کے تمام ارکان کو اطمینان اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنا نماز کا حُسن یعنی بدن کا سڈول اور رنگ وروغن کا درست ہوتا ہے۔

الغرض اس طرح سے نماز کے اجزا اور ارکان کو بحضور قلب ادا کرنے سے نماز کی ایک حسین وجمیل اور پیاری صورت پیدا ہوجاتی ہے اور نماز میں نمازی کو جو تقرب حق تعالیٰ سے حاصل ہوتا ہے اس کی مثال ایسی سمجھو جیسے کوئی خدمت گار اپنے بادشاہ کی خدمت میں کوئی خوبصورت، حسین وجمیل کنیز کا ہدیہ پیش کرتا ہے اور اس وقت اس کو بادشاہ سے جیسا تقرب حاصل ہو تو گویا نماز شاہی نذرانہ ہے جو نمازی دن رات میں پانچ مرتبہ تقرب سلطانی حاصل کرنے کے لئے پیش کرتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ہر روز پنجگانہ نماز فرض کی ہے تو ضرور اس میں ہماری ظاہری وباطنی فلاح اور دنیا وآخرت کی شادمانی اور کامرانی رکھی ہوگی، چنانچہ ابتدائے اسلام میں جب مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی اس عبادت کو اپنا شعار بنالیا تو تمام دنیا ان کی عزت ووقار سے مغلوب ہوگئی اور تاریخ اس بات کی شاہد ہے۔

خیر میں اس وقت اس مضمون کی زیادہ وضاحت نہ کرسکوں گا، بہرحال ہم کو اہتمام کے ساتھ نماز کا پابند ہونا چاہئے اور نماز کی پابندی کے یہ معنی ہیں کہ مسجد میں جماعت کے ساتھ نمازیں ادا کی جائیں تم جب مسجد میں نماز پڑھوگے تو وقت کی پابندی سے نماز کی عادت بھی راسخ ہوجاوے گی اور انشاء اللہ اس سے دین کی حفاظت بھی رہے گی اور دنیوی فلاح بھی نصیب ہوگی۔ اذان میں اسی کا اعلان ہے کہ نماز کے لئے آؤ، اس وقت اگر کہیں فلاح ہے تو صرف نماز میں ہے، یہ اعلان بالکل حق ہے، جس نے اس اعلان کے بعد کسی دنیاوی مفاد کو ترجیح دی اس کو ہرگز اس میں فلاح نصیب نہیں ہوسکتی۔

اور یہ حقیقت ہے کہ نماز کی حالت میں تمام دنیاوی علائق ومشاغل بھی منقطع ہوجاتے ہیں، خواہ اس کے دل ودماغ میں کتنی ہی پراگندگی ہو لیکن اس کا جسمانی وجود بارگاہ الٰہی میں شرف یاب ہوتا ہے اور یہی شرف یابی اس کی دنیا وآخرت کا سرمایہ وفلاح ہے، اس کا احساس تو آنکھ بند ہونے پر ہی ہوگا یہ بھی پنج گانہ نماز کی حقیقت ہے کہ ہمارے رب کریم رحمٰن و رحیم کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ ہمارے حالات پر رحم فرما کر ہمارے روز مرہ کے معاملات و حالات کا اندازہ فرما کر ہم کو مدعو فرمایا ہے جب بھی ہم کو کسی قسم کی مشکلات وتفکرات درپیش ہوں اسکے لئے ان کا دروازۂ رحمت کھلا ہوا ہے، دن رات کے مختلف اوقات میں ہم ان کی بارگاہ رحمت میں حاضر

ہو جائیں، نماز کی حالت میں آ جائیں اور جو کچھ عرض و معروضات کرنا ہوں بے تکلف ان کے سامنے پیش کریں اور وہ خود ہی اپنے الفاظ کریمانہ ہم کو تلقین فرماتے ہیں کہ:

"اے رحمٰن و رحیم، اے روز جزأ کے مالک ہم عاجز و بے نوا ہیں، ہماری اعانت و نصرت فرمایئے۔"

جب از راہِ محبت و شفقت ہم سے اس طرح مخاطب ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے تو پھر ہم کو اپنی پوری ایمانی صلاحیت سے اس کا پورا یقین رکھنا چاہئے کہ ضرور ان کی اعانت و نصرت ہمارے شامل حال رہے گی۔

یہ بھی سمجھ لیجئے کہ ہماری روز مرہ کی زندگی میں صبح سے شام تک کتنے حالات و معاملات اور تغیرات سے سابقہ رہتا ہے۔ فطرتاً ان سب کا اثر ہمارے دل و دماغ پر ہوتا ہے اور اسی حالت میں ہم کو پنج گانہ نماز کا فریضہ بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔

اگر طبیعت ناساز ہے تو اسی اثر کے ساتھ نماز وقت پر ادا کرنا ہے، اگر خوشی یا غم کا ماحول ہے تو اس کا بھی اثر ہے، اگر موسم کے تغیرات اثر انداز ہیں تو بھی وقت پر نماز پڑھنا ہی ہے، اگر معاملات میں افکار پریشانی اور ترددات ہیں یا ادائے حقوق کے لئے تدابیر درپیش ہیں یا اپنی یا دوسروں کی ضروریات پوری کرنا ہے یا کسی مشاغل و ہجوم میں شمولیت ہے اور اس کی طرف توجہ ہے تو یہ سب باتیں نماز کی حالت میں ہم پر ضرور اثر انداز رہتی ہیں، مگر بہر حال ہم کو نماز پڑھنا ہے، بس اس کے وقت اور ارکان کی ادائیگی کا اہتمام جس قدر ممکن ہے وہ کرنا ہے خواہ دل و دماغ کی کوئی بھی حالت ہو۔ انشاء اللہ آپ کی نماز ادا ہو جائے گی۔

(جاری ہے)

ختم نبوت کانفرنس، نواب شاہ

نواب شاہ (رپورٹ: بلال خان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۵/اپریل بروز منگل بعد نماز مغرب جامع مسجد کبیر نواب شاہ میں ایک عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے امیر مولانا انیس مدظلہ نے کی، جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا قاری محمد امجد مدنی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے مبلغ مولانا تجمل حسین نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز بعد نماز مغرب کیا گیا۔ تلاوت قاری نور احمد نے کی۔ حافظ میر محمد بھٹی نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ اس کے بعد مولانا یاسین بھٹی کا بیان ہوا، پھر مولانا محمود الحسن الحسینی کا بیان ہوا، پھر عشاء کی نماز کا وقفہ ہوا۔ عشاء کے بعد دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ تلاوت کی سعادت قاری عطاء الرحمٰن مدنی نے حاصل کی، پھر مفتی حفیظ الرحمٰن کا بیان ہوا، پھر مولانا حافظ اشفاق احمد نے نظمیں پڑھیں، اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کا ایمان افروز بیان ہوا، پھر حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم پٹھان کا بیان ہوا، اس کے بعد مولانا قاری کامران احمد نے بیان کیا، آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان کا بیان ہوا اور مولانا حزب اللہ کھوسو نے اختتامی کلمات کہے اور دعا کرائی۔ کانفرنس کے اختتام پر سامعین میں قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ پر مبنی پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ کانفرنس میں نواب شاہ شہر کے تمام علماء کرام سمیت ہر طبقہ کے مسلمانوں نے بھرپور شرکت کی۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا محمد سلیم شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم الحسینیہ اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن صفدر شیخ الحدیث جامعہ شمس العلوم کھرڑاہ اور ان کے ساتھ جامعہ کے اساتذہ مولانا عبدالشکور پھل، مولانا غلام نبی، مولانا محمود پھل نے خصوصی شرکت کی اور مولانا مفتی سلیم اللہ ابڑو، مولانا ولایت علی شاہ نے سکرنڈ سے اور قاری محمد حسین سورو جو اور قاری عبدالماجد خاصخیلی نے جام ٹاری سے اور قاری نیاز احمد خاصخیلی دریاخان مری سے اور مولانا اشفاق احمد پھل شہر سے اور مولانا عبدالقیوم جوگی ہالانی سے اور حافظ حبیب الرحمٰن ملک استاد محمد حسن کونڈھڑا اور ملک عبدالغفور حیدری نے خانوا ہن سے اور مولانا عبداللطیف بروہی، مولانا عبدالغفار رند، قاری امداد اللہ نعمانی بھریا روڈ سے کانفرنس میں شرکت کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے کہا کہ قادیانی باغیوں اور گستاخوں کا ایک ٹولہ ہے جو مختلف طریقوں سے ہمارے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی ناکام کوشش میں ہے، انہوں نے کہا کہ اکابرین ختم نبوت کی انتھک محنت اور قربانیوں سے فتنۂ قادیانیت روبہ زوال ہوگیا ہے۔ انشاء اللہ! وہ دن آنے والا ہے جب قادیانیت کا وجود دنیا سے ختم ہوجائے گا۔ مولانا مفتی عبدالرحیم پٹھان نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تحریک ختم نبوت کو ہر محاذ پر کامیابی نصیب فرمائی ہے، انہوں نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت کے قانون اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کا تحفظ کرتے رہیں گے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ مفتی حفیظ الرحمٰن نے کہا کہ حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ قادیانیوں کو قانون کا پابند کریں۔ اگر کوئی قادیانی کسی مسلمان کو قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے تو وہ آئین پاکستان سے بغاوت کرتا ہے اس کے خلاف کیس داخل کیا جائے اور اس کو فوری سزا دی جانی چاہئے، انہوں نے مسلمانوں کو کہا کہ ہر جگہ ختم نبوت کی صدا بلند کرکے سچے عاشق رسول ہونے کا ثبوت دیں۔ مولانا قاری کامران احمد نے کہا کہ قادیانی یہودیوں کی گود میں بیٹھ کر اپنے ناپاک ارادوں کو پورا کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں لیکن پاکستان کے غیرت مند مسلمانوں نے کبھی بھی ان کو کامیاب نہیں ہونے دیا اور ہر محاذ پر قادیانیوں کو شکست دے کر عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کیا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ قادیانی ملک عزیز پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کرنے کے لئے کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ قادیانیوں کی چالبازیوں اور مکر و فریب سے بچنا یہ تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے، انہوں نے سامعین سے کہا کہ قادیانیوں اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرکے ایمانی غیرت کا ثبوت دیں۔

سیرت نبوی اور ہمارا طرز عمل

مولانا ناز احمد کھیالوی

سیدالکونین خاتم الانبیاء حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر وفات تک، بچپن، جوانی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت، آپ کا معاشرہ، آپ کے عقائد، آپ کے اخلاق، آپ کا رہن سہن غرض یہ کہ زندگی کے ہر موڑ اور ہر گوشہ کا نام سیرت ہے۔ عقل وفہم اور دینی شعور رکھنے والے کسی بھی مسلمان پر یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ انسانی زندگی کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی ذات میں بہترین نمونہ ہے، قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" (الاحزاب:۲۱)

ترجمہ: "اللہ کے رسول میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔"

نیز امت مسلمہ کے لئے آپ کی بے پایاں شفقت ومہربانی اور مسلمانوں کی خیر وفلاح کے لئے قلبی تڑپ اور جہد مسلسل کے وقیع مضامین سے قرآن وحدیث بھرے ہوئے ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ" (التوبہ:۱۲۸)

ترجمہ: "تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول تشریف لائے ہیں، ان پر تمہاری تکلیف بھاری ہے اور وہ تمہاری بھلائی کے حریص ہیں اور ایمان والوں پر نہایت شفیق و مہربان ہیں۔"

اسی شفقت ومہربانی کے تعلق سے ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہ آیت تلاوت فرمائی: "رب انھن ...الخ" کہ میرے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا، یعنی ان کی وجہ سے بہت سے آدمی گمراہ ہو گئے، پس جو لوگ میری پیروی کریں وہی میرے ہیں، پس ان کے لئے تو میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ان کو تو ہی بخش دے۔" (مسلم:۱/۱۱۳)

اور عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول بھی تلاوت فرمایا: "ان تعذبھم فانھم عبادک ...الخ" یعنی اے اللہ! اگر آپ میری امت کے ان لوگوں کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں (یعنی آپ کو عذاب وسزا کا پورا حق ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور کہا: اے میرے اللہ! میری امت، میری امت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا میں روئے، اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو فرمایا کہ محمد کے پاس جاؤ: اگرچہ تمہارا رب سب خوب جانتا ہے، مگر پھر بھی تم جا کر ہماری طرف سے پوچھو کہ ان کے رونے کا سبب کیا ہے؟ پس جبرائیلؑ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے پوچھا: آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو وہ بتلا دیا جو اللہ سے عرض کیا تھا، یعنی اس وقت میرے رونے کا سبب امت کی فکر ہے۔ جبرئیل نے جا کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تو اللہ نے جبرئیلؑ کو فرمایا کہ محمد کے پاس جاؤ اور ان کو ہماری طرف سے کہو کہ تمہاری امت کے بارے میں ہم تمہیں راضی اور خوش کر دیں گے اور تمہیں رنجیدہ اور غمگین نہیں کریں گے۔

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللھم اغفر لعائشۃ ماتقدم من ذنبھا وما اسرت وما اعلنت" یہ دعا سن کر حضرت عائشہ صدیقہؓ یہاں تک ہنسیں کہ ان کا سر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود کی طرف جھک گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تجھ کو میری دعا نے خوش کر دیا؟ عرض کیا: حضرت! آپ کی دعا کیوں نہ خوش کرتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم! یہی میری دعا میری تمام امت کے لئے ہر نماز کے بعد ہوتی ہے۔

(مجمع الزوائد ج:۹، ص:۲۴۴)

یہ امت کے فکر وغم اور خیر خواہی کے جذبات سے معمور پیغمبرانہ مزاج تھا جو ہمہ وقت آپ کو مضطرب و بے چین رکھتا تھا اور یہ سلسلہ شفقت و مہربانی صرف دنیا کی فانی زندگی تک محدود نہیں بلکہ محشر کے میدان میں بھی، جب ہر انسان ہی نہیں بلکہ ہر نبی نفسی نفسی کے عالم میں ہوگا، کرب وابتلا کے عین موقع پر بھی زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر "امتی، امتی" جاری ہوگا اور آپ دیگر انسانوں کے ساتھ ساتھ اپنی امت کے حق میں خصوصی شفاعت فرمائیں گے۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امت سے اس قدر محبت و پیار کا تعلق اور ہم مسلمانوں کا سنت نبوی

سے اعراض یقیناً یہ انتہائی تشویشناک اور تکلیف دہ ہے۔اللہ تعالیٰ ہی ہمارے حال پر رحم فرمائے، جس نبی کو اسوہ بنا کر مبعوث کیا گیا، اس نبی رحمت نے زندگی کے کسی بھی گوشہ کو تشنہ نہیں چھوڑا، بلکہ کامل ومکمل طریقہ سے تمام شعبوں میں زبانی عملی ہر طرح سے اور ہر سطح سے رہبری فرمائی۔ خواہ ان امور کا تعلق عبادت سے ہو یا معاملات سے یا معاشرت واخلاقیات سے، زندگی کا ہر مرحلہ اس آفتاب نبوت کی پاکیزہ ومقدس روشنی سے منور اور روشن ہے، ہماری سب سے بڑی کوتاہی یہ ہے کہ ہم بے عملی کا شکار ہیں، رذیل دنیا کی حرص وطمع کے دبیز پردوں نے ہمیں پوری طرح سے ڈھانپ رکھا ہے، یہی وجہ ہے کہ منزل کی صحیح سمت معلوم ہونے کے باوجود ہم اس پر چلنے سے عاجز و قاصر رہتے ہیں، شدید ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنا محاسبہ خود کریں، اپنی عبادتوں کا جائزہ لیں ہماری نمازیں پیغمبر کی نماز سے میل کھاتی ہیں یا نہیں؟ زکوۃ اور رمضان شریف کے روزوں، حج بیت اللہ اور دیگر عبادتی کاموں میں ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو کتنا ملحوظ رکھتے ہیں۔ اسی طرح معاملات کو دیکھیں کہ اس میں ہم کس حد تک پیغمبرانہ اسوہ کو اختیار کئے ہوئے ہیں، یا غیروں کے بنائے ہوئے اصول اور ان کے بے برکت طریقے اختیار کرتے ہیں، معاملات کی صفائی وشفافیت کے متعلق نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وہدایات پر ہمیں کتنا اعتماد ہے، اخلاق ومعاشرت کے پہلو سے بھی ہم اپنے طرز عمل پر نظر ڈالیں، اخلاق نبوی سے ہماری خصلتیں اور مزاج کتنا متاثر ہے؟

حرص وطمع، کینہ وحسد، حب جاہ، حب مال، عجب وریا، کذب وخیانت، غرور وگھمنڈ، غصہ اور بخل جیسی خسیس اور گھٹیا عادتوں سے ہم عملی طور پر کتنی نفرت کرتے ہیں اور اخلاق عالیہ تواضع وانکساری توبہ واستغفار، انس ومحبت، زہد وتوکل، صبر وشکر، حلم و بردباری، صدق واخلاص، احسان ورضا، شرم وحیا، ہمدردی اور رحم دلی، جیسے بلند اوصاف سے ہماری طبیعت کتنی مانوس ہے اور وقت آنے پر ان دو متضاد راہوں میں سے ہم کس راہ کو اختیار کرتے ہیں؟ اسی طرح اپنی معاشرتی زندگی کا بھی جائزہ لیں اور بہت سنجیدگی سے محاسبہ کریں کہ قبیلہ وخاندان اعزاً واقربا پڑوسیوں اور دیگر لوگوں کے ساتھ رہن سہن اور گزر بسر کے سب طریقے ہمارے اچھے ہیں؟ اپنی بستی ومحلہ اور گھروں میں محبت وموانست کی فضا ہے یا نفرت وبے زاری کا ماحول ہے؟ خوش مزاجی، بڑوں کی عزت وعظمت، چھوٹوں کے ساتھ شفقت ومحبت، ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک ورواداری، لوگوں کی خطا ولغزش معاف کرنا کمزوروں کی مدد کرنا، مہمانوں کی ضیافت، بھوکوں کو کھانا کھلانا، مظلوموں کی مدد اور ہر شخص کے ساتھ محبت وشفقت کا معاملہ کرنے میں ہماری زندگی کا کتنا حصہ گزرا کہ جس کی بنیاد پر معاشرہ میں آدمی ایک محترم اور بلند کردار انسان کہلانے کا حق دار ہو جاتا ہے، یہ بلند کرداری غیروں میں بھی اس کو باعزت مقام دیتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہم اپنا بھی محاسبہ کریں اور اپنے اہل وعیال کا بھی جائزہ لیں، آج ہمارے بچوں کو موبائل فون، ٹیلی ویژن وغیرہ کے ذریعہ کرکٹ کھیل کی معلومات، کھلاڑیوں کے نام اور مختلف صوبوں، ملکوں میں کھیلے گئے میچوں کا ریکارڈ، فلموں کی اسٹوریاں وغیرہ خوب یاد رہتی ہیں، اگر یاد نہیں تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات اور ان کی سیرت یاد نہیں، اس میں یقیناً بنیادی طور پر قصور ہمارا ہے۔

ہمیں خود سیرت طیبہ کا پتہ نہیں، اس سے یکسر غفلت ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے نہ تو احوال ہمیں یاد ہیں اور نہ جاننے کی فکر ہے، البتہ زبانی محبت کا دعویٰ خوب ہوتا ہے، سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعوذ باللہ کوئی خبیث النفس شرارت کردے تو ہمارا خون کھولنے لگتا ہے، ضرور کھولنا چاہئے اور اس پر جتنا بھی غصہ آئے کم ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی دیکھیں کہ پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ ہم نے خود کتنا تعلق قائم رکھا ہے۔ ہماری زندگی سنتوں سے کس قدر معمور ہے؟ ہمیں اس کا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے، ہمارے بچوں کے اندر نبی علیہ السلام کی سیرت کا کتنا چرچا ہوتا ہے، ہمارے گھروں میں سنتیں کتنی زندہ ہیں؟

اس کا سہل ومجرب طریقہ یہ ہے کہ صبح بیدار ہونے سے سونے تک روز مرہ کی دعائیں یاد کی جائیں، بچوں کو بھی یاد کرائیں، اس موضوع کی اردو، ہندی مختلف زبانوں میں کتابیں بازار میں ملتی ہیں، ان کو ہم پڑھیں، اپنے اہل وعیال میں سنائیں، اسی سے ایک ماحول بنے گا اور سنتوں پر عمل کا داعیہ پیدا ہوگا، انشاء اللہ ہماری سیرت وصورت، عادات و اخلاق سنتوں کے پاکیزہ رنگ میں رنگین ہو جائیں گے اور زندگی کے ہر موڑ اور ہر مرحلہ میں ہم پیارے نبی کی سیرت طیبہ کو اپنا اسوہ بنا کر زندگی گزاریں تو بلاشبہ دونوں جہاں میں سرخ روئی کا باعث ہوگا اور اس کے صالح اثرات نہ صرف یہ کہ ہماری زندگیوں میں ہی ظاہر ہوں گے بلکہ ہماری نسلوں کو بھی اس کا فائدہ پہنچے گا۔ انشاء اللہ۔

اللہ رب العزت ہم سب کو عمل کی توفیق سے نوازے اور اپنی عارضی وفانی زندگی کے ہر مرحلہ میں سنت نبوی کو پیشوا بنانے کے لئے ہمیں منتخب فرمائے کہ سیرت طیبہ کا اصل یہی پیغام ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت وتعلق اور ایمانی جذبہ کا بھی تقاضا ہے اور اسی میں فلاح دارین ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، اپریل ۲۰۱۴ء)

ایک ہفتہ

حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کی قیادت میں پاکستان کے علماء ومشائخ کا ایک ۳۰ رکنی وفد ۱۰ دسمبر ۲۰۱۳ء کو ”شیخ الہندؒ امن عالم کانفرنس“ میں شرکت کی غرض سے بھارت گیا تھا۔ اس یادگار سفر کی روئیداد اور اپنے مشاہدات وتاثرات وفد کے ایک معزز رکن شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے قلم بند فرمائے ہیں۔ افادۂ عام کی غرض سے ہدیہ قارئین ہیں۔

گیارہویں قسط

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

بیعت وسلوک کا سفر:

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ اپنے برادر مولانا سید محمد صدیق صاحب ؒ کے ہمراہ حضرت شیخ الہند ؒ کے حکم پر قطب الارشاد حضرت گنگوہی ؒ سے بیعت ہوگئے تھے۔ حضرت گنگوہی ؒ نے فرمایا کہ حجاز مقدس میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب ؒ سے تعلق قائم رکھنا۔ چنانچہ ایسے ہوا۔ حضرت حاجی صاحب ؒ کے ارشادفرمودہ اسباق کو جاری رکھا۔ مگر تھوڑے عرصہ بعد حضرت حاجی صاحب ؒ کا وصال ہوگیا۔ آپ مدینہ طیبہ مسجد اجابہ کے قریب کھجوروں کے جھنڈ میں علیحدہ ذکر کرتے تھے۔ برابر اپنی کیفیات قلبی سے حضرت گنگوہی ؒ کو بھی باخبر رکھتے تھے۔ حجاز مقدس سے آپ ہند گئے۔ اس دوران چالیس دن حضرت گنگوہی ؒ کی خدمت میں رہے۔ انہی دنوں آپ کو دستار خلافت نصیب ہوگئی تھی۔ آپ نے دوبارہ ہند سے آکر مدینہ طیبہ پڑھانا شروع کیا۔ آپ کے ذوق عالی کو ملاحظہ کیجئے کہ اس وقت مسجد نبوی کے تمام مدرسین ”قال رسول اللہ ﷺ“ سے حدیث شریف پڑھاتے تھے۔ مگر آپ ”قال صاحب ھذہ القبر ﷺ“ کہہ کر حدیث شریف پڑھاتے تھے۔ ۱۳۳۳ھ میں حضرت شیخ الہند ؒ بھی حجاز مقدس تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ بعد انگریزوں کی سازش میں آکر شریف حسین نے ترکوں کے خلاف بغاوت کی۔ حضرت شیخ الہند ؒ گرفتار ہوئے تو آپ کے ساتھ حضرت مدنی ؒ بھی گرفتار ہوئے۔ اس دوران حضرت مدنی ؒ نے قرآن مجید یاد کیا۔ حضرت شیخ الہند ؒ نے قرآن مجید کا اردو ترجمہ مکمل کیا۔ سورۂ مائدہ تک حواشی بھی تحریر فرمائے۔ باقی کام کو بعد میں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ نے مکمل کیا۔ حضرت شیخ الہند ؒ کے کام تفسیری حواشی کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ عثمانی ؒ سے کام لیا اور علامہ عثمانی ؒ کی فتح الملہم کی تکمیل کا کام اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی سے لیا۔

حضرت شیخ الہند ؒ اور آپ کے رفقاء کی اسارت مالٹا ساڑھے چار سال بنتی ہے۔ جب مالٹا سے رہا ہوئے اور حضرت شیخ الہند ؒ کے ہمراہ ہند میں آئے تو پھر یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ حضرت شیخ الہند ؒ نے حضرت مدنی ؒ کو دارالعلوم کلکتہ کی صدارت کے لئے بھیج دیا۔ جب جانے لگے تو حضرت شیخ الہند ؒ نے حضرت مدنی ؒ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر، آنکھوں پر لگایا۔ سینے سے لگایا۔ ”یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔“

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی ؒ کے بعد دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت شیخ الہند ؒ بنے۔ آپ کے بعد مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری ؒ اور ان کے بعد یہ منصب حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ کے حصہ میں آیا۔ یہ ۱۹۲۷ء کی بات ہے۔ اکتیس سال آپ اس منصب پر فائز رہے۔

جولائی ۱۹۲۱ء میں آپ نے کراچی خلافت کانفرنس میں انگریز کی فوج میں بھرتی ہونے کو حرام قرار دینے کی قرارداد منظور کرائی۔ ۱۸ر ستمبر ۱۹۲۱ء میں آپ گرفتار ہوئے۔ ۲۶ر ستمبر ۱۹۲۱ء کو کراچی خالق دینا ہال بندر روڈ پر کیس کی سماعت شروع ہوئی۔ جس بہادری وجرأت سے انگریزی فوج میں بھرتی حرام کے کیس پر دلائل دیئے اور اپنے فتوٰی وقرارداد پر ثابت قدم رہے۔ مولانا محمد علی جوہر ؒ نے عدالتی بیان سننے کے دوران آپ کے قدم چوم لئے۔ یکم رنومبر ۱۹۲۱ء کو دو سال کی آپ کو قید بامشقت کی سزا

سنائی گئی۔ آپ نے سابرمتی جیل میں یہ قید کاٹی۔ دسمبر ۱۹۲۳ء میں آپ نے کناڈا میں جمعیت علماء ہند کے اجلاس میں صرف ہند نہیں بلکہ پورے ایشیاء سے انگریز کے نکلنے کا ریزولیشن منظور کرایا۔ سائمن کمیشن کی آمد کے موقع پر نہرو رپورٹ کی منظوری میں بھی آپ نے مکمل آزادی کا مطالبہ کیا۔

حضرت مدنی ؒ سلوک وتصوف، درویشی وولایت، مکارم اخلاق، خودداری، ذوق عبادت، اتباع شریعت وسنت، عزم واستقلال، سادگی وبے تکلفی، تواضع وانکساری، ایثار وقربانی، فیاضی ومہمان نوازی، احتیاط وتقویٰ، قناعت واستغناء، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے مناصب جلیلہ پر نہ صرف فائز تھے بلکہ ان تمام امور میں درجہ امامت کے حامل تھے۔

۱...... آپ نے سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری پر رسالہ لکھا جس کا نام ہے ”الخلیفة المهدی فی الاحادیث الصحیحة“

۲...... اسیر مالٹا: جس میں حضرت شیخ الہند ؒ کی زندگی کا ایک ایک گوشہ نمایاں کیا گیا ہے۔

۳...... متحدہ قومیت۔

۴...... نقش حیات۔

۵...... الشہاب الثاقب۔

۶...... مکتوبات شیخ الاسلام۔

ان کتب ورسائل کے علاوہ ایک رسالہ داڑھی کے وجوب پر بھی ہے اور بھی شاید کچھ رسائل ہوں۔

آپ کا رنگ گندمی تھا، قد درمیانہ، جسم مضبوط، آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ، کشادہ پیشانی، گھنی داڑھی، ناک نہ زیادہ اٹھی ہوئی نہ لمبی بلکہ متوسط۔ سینہ نہایت چوڑا، انگلیوں پر گوشت، حضرت مدنی ؒ پانچ بھائی اور ایک بہن تھی۔

حضرت مدنی ؒ کی پہلی شادی موضع قتال پور ضلع اعظم گڑھ میں ہوئی۔ ان سے دو بیٹیاں ہوئیں۔ ایک کا بچپن میں وصال ہوا۔ جب آپ مالٹا میں گرفتار تھے۔ آپ کے خاندان کے حضرات شام گئے۔ شام میں دوسری بیٹی کا وصال ہوا۔ حضرت کی دوسری شادی قصبہ چھراؤں ضلع مراد آباد میں ہوئی۔ ان سے دو صاحبزادے اخلاق احمد، اشفاق احمد ہوئے۔ پہلے آٹھ سال اور دوسرے ڈیڑھ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ اہلیہ کا بھی مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔ اس کے بعد تیسری شادی اس اہلیہ کی چھوٹی بہن سے ہوئی۔ ان سے حضرت مولانا سید اسعد مدنی اور ایک صاحبزادی ہوئیں۔ صاحبزادی کا انتقال سلہٹ میں ہوا۔ حضرت مولانا اسعد مدنی کی والدہ کا وصال ۱۳۵۵ھ میں دیوبند میں ہوا۔

حضرت مدنی کی چوتھی شادی اپنے چچازاد بھائی کی منجھلی صاحبزادی سے ہوئی۔ ان سے حضرت مولانا محمد ارشد، مولانا محمد اسجد اور پانچ صاحبزادیاں ہوئیں۔

زندگی کا آخری سفر:

۱۹۵۷ء میں موسم گرما میں ڈیڑھ ماہ کے تبلیغی سفر پر روانہ ہوئے۔ مگر بیس روز بعد واپسی ہوگئی۔ بتایا کہ دوران سفر آپ کو تکلیف ہوگئی۔ سانس لینا مشکل ہوگیا تو بقیہ سفر منسوخ کردیا۔ واپسی پر ہفتہ بھر اسباق پڑھائے۔ بالآخر بیماری کے زور کرنے سے مجبوراً مدرسہ کے اسباق بند کردیئے۔ سہارنپور معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اس دوران میں رائے پور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری ؒ سے ملاقات بھی فرمائی۔ ایکسرے میں پتہ چلا کہ گردے متاثر ہیں۔ واپس دیوبند تشریف لائے۔ مسجد میں نماز پڑھنا، ملاقاتیں کرنا، خطوط کے جواب لکھوانا یہ معمولات جاری رہے۔ مگر آخری پندرہ روز ڈاکٹروں نے پابندی لگادی۔ گھر پر جماعت سے نماز پڑھتے۔ مگر ایک دن بھی شدید تکلیف کے باوجود بیٹھ کر نماز نہیں پڑھی۔ کتابوں کا مطالعہ جاری رہا۔ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت نانوتوی ؒ کا وصال بھی ۱۳ر جمادی الاولیٰ بروز جمعرات بعد از نماز ظہر ہوا۔ یہی وقت، یہی دن، یہی تاریخ، یہی مہینہ حضرت مدنی ؒ کے وصال کا ہے۔ جمعرات ساڑھے ۱۲ بجے شب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی ؒ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مقبرہ قاسمی دارالعلوم دیوبند کے بالکل قریب رات کے وقت اتنا جم غفیر کہ وہاں پہنچتے پہنچتے دو گھنٹے لگ گئے۔ خاص تہجد کے وقت جو ہمیشہ رب کریم کے حضور حاضر ہوتے تھے آج بھی اسی وقت اس شان سے حاضر ہوئے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

فقیر کی سعادت مندی یہاں حضرت مدنی ؒ کے مزار مبارک پر ایصال ثواب ودعا کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے پہلو میں آپ کے صاحبزادے اور آپ کے جانشین امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی ؒ مدفون ہیں۔ وفات ۶ر فروری ۲۰۰۶ء۔ آپ پر فقیر نے ایک مضمون بھی تحریر کیا تھا جو ”یاد دلبراں ص۷۵ سے ص۸۵ تک“ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ مزید کیا عرض کروں۔

مقبرہ قاسمی سے ایصال ثواب ودعا کے بعد واپس ہوئے تو ایک گلی سے شمال کی جانب کچھ چلے تو وہاں پر ایک کھلا چار پانچ چھ کنال کا احاطہ ہے۔ اس میں کچھ سایہ دار درخت ہیں۔ درمیان میں ایک اونچا چبوترہ ہے۔ اس میں حضرت حاجی سید عابد حسین صاحب ؒ کا مزار مبارک ہے۔ عزیزی حافظ محمد انس کا بار بار اصرار ہو رہا تھا کہ یہاں ضرور حاضر ہو کر ہمارے لئے دعا کرنی ہے۔ چنانچہ ان کے حکم کی تعمیل میں یہاں حاضری ہوئی۔ زہے نصیب! کہ جن کی مساعی جمیلہ سے دارالعلوم دیوبند وجود میں آیا، آج ان کی قبر مبارک ومزار شریف پر ایصال ثواب اور دعا

کے لئے حاضری کی سعادت نصیب ہورہی ہے۔

حضرت حاجی عابد حسین رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات:

حضرت حاجی سید عابد حسین رحمۃ اللہ علیہ پیدائش ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۴ء۔ آپ کا نسبی تعلق سادات رضویہ سے ہے۔ آپ میاں جی کریم بخش صابری رحمۃ اللہ علیہ ساکن رامپور منہاراں کے خلیفہ مجاز تھے۔ اسی طرح سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی آپ خلیفہ تھے۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے مہتمم تھے۔ تین بار مہتمم رہے۔ آخری بار رفیع الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے سفر ہجرت کے باعث ۱۳۰۶ھ تا ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۸۹ء تا ۱۸۹۳ء مہتمم رہے۔ آپ چشتی صابری سلسلہ کے بہت نامور بزرگ تھے۔ زہد وریاضت کا پیکر تھے۔ آپ کا حلقہ دیوبند اور اطراف وجوانب میں بہت وسیع تھا۔ قرآن مجید اور فارسی پڑھ کر تکمیل علم کے لئے دہلی گئے۔ لیکن دوران تعلیم تصوف کی لائن ایسے اختیار کی کہ وہ رنگ غالب آگیا۔

حضرت حاجی صاحب کا چھتہ مسجد دیوبند میں ساٹھ سال قیام رہا۔ مشہور ہے کہ تیس سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ صاحب کشف وکرامت تھے۔ ’’فن عملیات‘‘ میں زبردست ملکہ تھا۔ اتباع سنت کا غایت درجہ اہتمام تھا۔ ان کا مقولہ ہے ’’بے عمل درویش ایسا ہے جیسے سپاہی بے ہتھیار، درویش کو چاہئے کہ آپ کو چھپانے کے لئے عامل ظاہر کرے۔‘‘

آپ منقولہ غیر منقولہ اراضی، باغ وغیرہ سب راہ خدا میں لٹا کر محض خداتعالیٰ پر توکل کئے ہوئے تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے علاوہ جامع مسجد دیوبند بھی آپ کی مساعی سے مکمل ہوئی۔ مکان مسجد کے لئے وقف کر کے حجاز مقدس چلے گئے۔ ایک سال بعد واپس تشریف لائے۔ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۲ء کو ۸۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔

آپ کے اہتمام میں کسی مسئلہ پر کوئی طالب علم ناراض ہوگیا اور اس نے معاذ اللہ! آپ کو برا بھلا بھی کہا۔ دوسرے وقت آپ نے جاکر خود اس سے معذرت کرلی۔ حالانکہ قصور طالب علم کا تھا۔ ایسے بے نفس بزرگ چشم فلک نے کم ہی دیکھے ہوں گے۔ یہاں پر دعا کے بعد وقت دیکھا تو ساڑھے آٹھ ہورہے تھے۔ حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کے گھر پر جاکر ناشتہ کیا۔ ان کی خواہش تھی کہ ختم نبوت کا تخصص کرنے والوں سے ایک نشست ہوجائے۔ لیکن جس ’’امن عالم کانفرنس‘‘ کے لئے حاضر ہوئے اس کا وقت ہوچکا تھا۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب نے فرمایا کہ اب کانفرنس میں شرکت کرنی چاہئے۔ تمام مجوزہ پروگرام ملتوی کر کے کانفرنس میں حاضر ہوئے۔

۱۴؍دسمبر کی مصروفیات:

آج ۱۴؍دسمبر ۲۰۱۳ء ہے۔ صبح نماز کے بعد سے مقبرہ قاسمی پر گئے۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد ساڑھے نو بج گئے تھے۔ ۹ بجے صبح امن عالم کانفرنس کا اعلامیہ منظور ہونا تھا۔ اس کے بعد گیارہ بجے اجلاس عام تھا۔ چنانچہ خصوصی اجلاس میں شریک ہوئے۔ دروازہ پر حضرت مولانا سید محمود مدنی تشریف فرما تھے۔ جو مہمانوں کا استقبال کررہے تھے۔ فقیر جب حاضر ہوا تو سٹیج پر لے جاکر بٹھایا۔ حضرت مولانا عبدالغفور حیدری، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، فقیر راقم سمیت کوئی پندرہ کے لگ بھگ مہمان ہوں گے جن کے لئے سٹیج پر کرسیاں رکھی گئیں۔ آج کے اس اجلاس میں دارالعلوم دیوبند کے سینئر اساتذہ اور بزرگ مہمان بطور خاص تشریف لائے۔ ساڑھے نو بجے سے پونے گیارہ تک یہ اجلاس رہا۔ سوا دس بجے پورا ہال بھر گیا۔ حتیٰ کہ سٹیج پر ابھی حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے تشریف لانا ہے اور خود میزبان حضرت مولانا سید محمود مدنی کے لئے بھی کرسی نہ رہی۔ فقیر نے دیکھا کہ اب میزبانوں کی مدد کرنی چاہئے۔ نیچے صف اول میں پاکستانی وفد کے مہمانوں میں حضرت مولانا سید محمود میاں کے ہاں ایک کرسی فارغ تھی۔ فقیر چپکے سے اٹھا، اسٹیج سے نیچے اترا، کندھے کی چادر اتار کر اس کرسی پر رکھی۔ باہر جاکر تازہ وضو کیا، واپس آکر ادھر ادھر دیکھے بغیر نیچے اسی چادر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ مولانا سید محمود مدنی نے اتنے میں حضرت فضل الرحمن صاحب کا استقبال کیا اور خود فقیر کی خالی کردہ کرسی پر بیٹھ کر اعلامیہ پڑھنا شروع کیا۔ مجھے اس عمل سے دلی راحت ہوئی کہ میزبانوں کی مشکلات کا مہمانوں کو خیال رکھنا چاہئے۔ حضرت مولانا فضل الرحمن نے اختتامی تائیدی کلمات کہے۔ صدر اجلاس حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری امیر الہند نے دعا کرائی۔ اب مہمان جلسہ عام میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔

دیوبند میں امن عالم کانفرنس کا اجلاس عام:

امن عالم کانفرنس کا اجلاس عام بھی اسی گلی کے عیدگاہ گراؤنڈ میں تھا۔ جہاں ایک شادی ہال میں خصوصی اجلاس ہورہے تھے۔ ایک سائیڈ پر ہال تھا دوسری پر گراؤنڈ۔ ہال سے اٹھے تو گراؤنڈ میں چلے گئے۔ ہال سے نکلتے ہوئے تمام مہمانوں کو کانفرنس کے لئے تیار کرایا گیا ایک بیگ جس میں ٹیبل واچ، کیلنڈر اور کتابیں تھیں، دیا گیا۔ (فقیر نے بھی وصول کیا۔ کتابیں ملتان دفتر کی لائبریری، ٹیبل واچ جناب نگری کی لائبریری اور بیگ مولانا عزیز الرحمن ثانی کے سپرد کر کے فارغ ہوگیا)

اب ہال سے عیدگاہ گراؤنڈ میں حاضر ہوئے۔ وسیع وعریض اسٹیج دواڑھائی صد مہمانوں کے بیٹھنے کی فرشی نشست تھی۔ سامنے پنڈال میں ہزاروں کرسیاں تھیں۔ تمام مہمان آکر بیٹھ گئے۔ جلسہ کی کارروائی

شروع ہوئی۔ اسٹیج پر کھڑے ہوں تو سامنے دارالعلوم دیوبند کی جامع مسجد، ایک ہاتھ پر مقبرہ قاسمی، سامنے چند گلیوں پار حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ کا مقبرہ۔ اب تقاریر شروع ہوئیں۔ پاکستانی وفد سے حضرت مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا رشید احمد لدھیانوی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا سعید یوسف آزاد کشمیر، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو، حضرت مولانا محمد خان شیرانی اور فقیر راقم کے بیانات ہوئے۔ مولانا سعید یوسف، مولانا قاری محمد حنیف نے خوب خطابت کے جوہر دکھلائے۔ آخری بیان پاکستانی وفد کے قائد، قائد اسلامی انقلاب حضرت مولانا فضل الرحمٰن کا ہوا۔ جسے حاصل اجلاس کہا جاسکتا ہے۔ فقیر راقم نے کانفرنس میں عرض کیا کہ یہ امن عالم کانفرنس ہے جو حضرت شیخ الہندؒ کی یاد میں منعقد ہورہی ہے۔ کون حضرت شیخ الہندؒ؟ جن کے ایک شاگرد کا نام سید محمد انور شاہ کشمیریؒ ہے، کون مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ؟ جنہوں نے ختم نبوت کے لئے یہ یہ خدمات سرانجام دیں۔ کانفرنس کے عنوان پر بیان ہوا یا نہیں۔ دو اور دو چار روٹیوں کی طرح اپنی بات کی۔ جس کی مولانا محمد امجد خان، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو، مولانا زاہد الراشدی نے بہت تحسین کی۔ کیا کروں مجھے اس کے علاوہ آتا کیا ہے جو بیان کرتا؟ اجلاس ختم ہوا۔ نماز پڑھی، کھانا سے فارغ ہوئے۔ آرام کا ارادہ کیا کہ عصر کی اذانیں ہوگئیں۔ حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری اور مولانا جنید صاحب کے ساتھ عصر کی نماز مسجد چھتہ میں پڑھی۔ کہاں آنکلا۔ انار کا درخت تو نہیں وہاں اب وضوخانہ بن گیا ہے۔ وضو کیا حجرہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حجرہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، حجرہ حضرت حاجی عابد حسینؒ اور مسجد کا ہال و برآمدہ جوں کے توں باقی ہیں۔ سب کی زیارت کی۔ مسجد میں نماز پڑھی۔ مسجد میں اتنی تبدیلی ہوئی ہے کہ باہر کا صحن جو بغیر چھت کے تھا اب اس پر چھت ڈال دی گئی ہے۔ جہاں انار تھا وہاں بیس تیس آدمیوں کے لئے وضوخانہ تیار ہوگیا ہے اور بس۔ مسجد میں نماز، دعا، زیارت کے بعد یادوں کی بارات لئے واپس آ گیا۔ اب دوسرے احاطہ میں لے گئے۔ جہاں پرانے دارالحدیث کی عمارت ہے۔ اب اس میں مشکوٰۃ کے درجہ کی کلاس تھی ہے۔ اس کے اوپر دارالتفسیر ہے۔ یہ دارالحدیث انہیں خطوط پر ہے۔ جس کی خواب میں نشاندہی کی گئی تھی اور صبح نشان لگے تھے۔ اس پر بنیاد اٹھا دی گئی۔ اس دارالحدیث میں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ سے موجودہ شیخ الحدیث مولانا سعید احمد پالن پوری، مولانا سید ارشد مدنی، مولانا قاری سید محمد عثمان اور پتہ نہیں کون کون بزرگ پڑھاتے رہے۔ کون کون پڑھے۔ کس کس نے کیا کیا پڑھایا؟ قارئین خود اندازہ فرمائیں کہ یہاں نئے آنے والے شخص کے کیا جذبات ہوسکتے ہیں۔ مولانا گورکھپوری نے بتکرار و باصرار اس مسند پر بیٹھنے کے لئے بار بار حکم فرمایا۔ لیکن فقیر قبلہ رخ ہوکر اس مسند کے نیچے مسند پر بازوں میں سر رکھ کر بیٹھ گیا۔ اب یہاں سے اٹھے تو اسی احاطہ میں ایک درخت کے نیچے کنواں ہے جو دارالعلوم کا سب سے پہلا کنواں ہے۔ اب اس میں دستی نلکا لگا ہے۔ پانی اب بھی نکالا جاسکتا ہے۔ ٹربائن، ٹیوب ویل، ٹینکیوں اور ٹونٹیوں اور موٹروں کے دور میں فقیر کی نظر تو اسی نلکے پر ٹک گئی کہ نامعلوم کس کس اللہ کے بندہ نے یہاں سے پانی لیا ہوگا۔ فقیر نے مولانا شاہ عالم گورکھپوری سے عرض کیا کہ اگر مجھے بدتمیز شمار نہ کیا جائے تو دل کی کہتا ہوں کہ مجھے یہاں سے ایک گلاس پانی پلا دو۔ طالب علم گلاس لایا۔ پانی نکالا اور لا حاضر کیا۔ فقیر نے پیٹ میں اتار لیا۔ چلیں اب مغرب ہونے کو ہے۔ سواریاں آ گئی ہوں گی۔ میزبان تلاش نہ کرتے پھریں۔ سچی بات ہے کہ اب احساس کھائے جارہا ہے کہ ستر سال کی عمر میں پہلی بار دو روز کی حاضری، اب جانے کا مرحلہ سر پر۔ پھر حاضری یا مقدر یا نصیب۔ بظاہر تو یہی ہے کہ یہاں کی یہ پہلی اور آخری حاضری ہے۔ چلیں، مہمان خانہ میں گئے۔ بیگ بھجوایا۔ وہ گاڑی میں رکھ دیا گیا۔ گاڑی کا نمبر الاٹ ہوگیا۔ سامان رکھ دیا گیا۔ مغرب کا وقت قریب ہوگیا تھا۔ طے ہوا کہ نماز پڑھتے ہی گاڑیوں میں بیٹھ جائیں گے کہ دہلی جانا ہے۔ چنانچہ ایسے ہوا۔ دیوبندی حضرات کی محبت کو دل میں سمیٹے ان کی طرف سے عزت افزائی کا شکریہ ادا کر کے گلے ملے اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔ یا بٹھا دیا گیا۔ دیوبند سے جارہا ہوں۔ مگر یادوں اور دل و دماغ میں اب بھی اس تحریر کے وقت وہاں پھر رہا ہوں۔

گاڑیاں چلیں۔ چلتے چلتے گھنٹہ دو گھنٹہ بعد ایک ہوٹل پر رکے۔ تجدید وضو کے عمل سے فارغ ہوئے۔ پورے وفد نے چائے پی۔ خوب سماں رہا۔ فارغ ہوئے۔ سردی جوبن پر ہے۔ دہلی دو ہوٹلوں میں مہمانوں کو ٹھہرایا گیا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن اور آپ کے صاحبزادہ مولانا اسعد محمود اور حضرت مولانا عطاء الرحمٰن جمعیت علماء ہند کے دفتر میں مقیم ہوئے۔ دہلی میں دو راتیں حضرت مولانا محمد امجد خان صاحب کے ساتھ قیام رہا۔ مولانا امجد خان خوب آدمی ہیں۔ زندہ دلی کے ساتھ وقت گزارنے کا انہیں خوب ملکہ ہے۔ آدمی سفر میں پہچانا جاتا ہے اور مولانا واقعی بہت اچھے آدمی ہیں۔ عشاء پڑھی، کھانا کھایا سوگئے۔ جس ہوٹل میں ہمیں ٹھہرایا گیا اس کا نام براڈوے تھا۔ اس کے قریب میں دل اور دماغ کا ہسپتال ہے۔ جس روڈ پر ہوٹل ہے اس روڈ کا نام یاد نہیں رہا۔ (جاری ہے)

قادیانیت نئے رنگ میں!

ڈاکٹر دین محمد فریدی

محترم قارئین! کچھ عرصہ سے قادیانیت نئے رنگ میں مسلمانوں کے اندر گھسنے کی کوشش کررہی ہے۔ اہم کلیدی آسامیوں پر قابض ہوکر اپنے آپ کو مسلمان بتاتے ہیں۔ سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے قرآن پاک کی آیات کا ورد کرتے ہیں۔ بڑے زور و شور سے کہتے ہیں کہ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ دین سے ناواقف اور قادیانی حربوں سے ناواقف مسلمان دھوکا کھاتے ہیں، جو قادیانیت کے خلاف کام کرتا ہے تو اس کو تنگ نظر کہتے ہیں کہ دیکھو جی! یہ اپنے کو مسلمان کہتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرتا ہے، یہ اسے قادیانی کہتے ہیں ان کے پاس کیا ثبوت ہے؟ محترم دوستو! ہم کہتے ہیں کہ جس کا پورا خاندان قادیانی ہو اور اس کا ان سے ہر قسم کا تعلق ہو، کسی بھی مسلمان رہبر دین کی مجلس سے دور ہو، وہ کتنی ہی قرآن پاک کی آیاتیں پڑھے، اتنے تک مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے برملا کفر کا اظہار نہیں کرتا اور ان سے تعلق ختم نہیں کرتا، اس پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا، قادیانی کا قادیانی ثابت کرنا بہت جان جوکھوں کا کام ہے، کیونکہ تمام حرکات و سکنات، طور و طریقے مسلمانوں کی طرح ہیں، کیا منافقین مدینہ اسلام کا دعویٰ کرکے مسلمانوں میں گھل مل نہیں جاتے تھے؟ اور اسلام کی جڑیں ہر وقت کاٹنے پر تیار نہیں رہتے تھے؟ بعینہ یہی حالت قادیانیوں کی ہے۔

آج تیز رفتار دنیا میں اور الیکٹرونک میڈیا کے دور میں سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے عقائد کی درستگی کے لئے اہل اللہ کی خدمت میں بیٹھنے کا موقع ملتا نہیں۔ کلبوں اور محفلوں میں بے شک جتنا وقت صرف کردیں ان ہی جگہوں پر قادیانی ناواقف مسلمانوں کا شکار کرتے ہیں، پہلے تو وہ گفتگو علماء اسلام کے فروعی اختلاف سے شروع کرتے ہیں، فتاویٰ جات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں، علماء دین کو دنیا کی بدترین مخلوق کے انداز میں پیش کرتے ہیں، خود کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ بات بات میں قران پاک کی آیات تلاوت کرتے ہیں، مگر سادہ لوح مسلمان نہیں سمجھتا کہ یہ شخص جو خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شیدائی بنا ہوا ہے، یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں کرتا بلکہ یہ بعثت ثانی میں مرزا غلام احمد قادیانی لعین کو محمد رسول اللہ کہہ رہا ہے اور اس کے نزدیک اس کا دوبارہ نزول قادیان میں ہوا۔ مرزا قادیانی لعین کا دعویٰ ہے کہ:

۱:... ''پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے: ''محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم'' اس وحی الٰہی میں: ''میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص:۴، مندرجہ روحانی خزائن:۱۰، ص:۲۰۷ از مرزا قادیانی)

۲:... ''اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) پس اسی طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک محدود رہی یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی ہے نہ اور کوئی۔ یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا، جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا؟'' (ایک غلطی کا ازالہ ص:۸، روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۱۲ از مرزا قادیانی)

مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر میں جلالین شریف کا آخری درس

اللہ کے فضل و کرم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقے اور اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعاؤں کے طفیل ادارہ ہذا ظاہری و باطنی لحاظ سے روز بروز ترقی کی منازل طے کررہا ہے، بحمداللہ! اس سال ''درجہ عالیہ'' ''یعنی'' جلالین شریف'' کا درجہ بھی حضرات اکابرین مجلس نے ادارہ میں رکھنا طے فرمایا، الحمدللہ! دیگر درجات کی طرح اس درجہ کی کتب کی بھی حضرات اساتذہ کرام نے تکمیل فرمائی۔ درس نظامی کے جملہ اساتذہ کرام بالخصوص مولانا محمد احمد، مولانا محمد امین نے فیصلہ کیا کہ ''جلالین شریف'' کا آخری درس اجتماعی طور پر ہونا چاہئے، جس میں جملہ درجات کے طلبا اور حضرات اساتذہ شرکت فرمائیں۔ چنانچہ ۶ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ بروز منگل کو آخری درس سورۂ فاتحہ کا دیا، جو ڈیڑھ گھنٹے پر مشتمل تھا، اس مجلس کا اختتام دعا پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس ادارے کو روز افزوں ترقیات سے نوازیں اور اس کے فیض کو دیر اور دور تک عام اور تام فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

۳:... ''خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا اور آنحضرت کا بروز قرار دیا۔'' (حقیقۃ الوحی ص:۶۷، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۵۰۲ از مرزا قادیانی)

۴:... ''مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا، مگر بروزی صورت میں، میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا، پس نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس رہی۔''
(ایک غلطی کا ازالہ، ص:۱۲، مندرجہ روحانی خزائن، ج:۱۰ ص:۲۱۶ از مرزا قادیانی)

۵:... ''تمام نبیوں کا مجموعہ اور میں آدمؑ ہوں، میں نوحؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں، میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ ہوں، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔'' (تتمہ حقیقت الوحی، ص:۵۲۱، روحانی خزائن، ج:۲۲ ص:۵۲۱)

۶:... ''مبارک ہے وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری رہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے، میرے بغیر سب تاریکی ہے۔'' (کشتی نوح، ص:۵۶، روحانی خزائن، ج:۱۹ ص:۶۱ از مرزا قادیانی)

بندہ نے یہ چھ موٹے موٹے حوالے مرزا قادیانی لعین کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر قبضہ کرنے کے دیے ہیں۔ قادیانیت کا نام آج گالی بن چکا ہے، کیونکہ تمام مسالک کے علماء کے متفقہ فتوؤں اور قومی اسمبلی اور سینیٹ کے قراردادوں جو کہ متفقہ ہوئیں۔ آئین میں دفعہ ۲۶۰ کلاز نمبر ۳ میں قادیانی غیر مسلم قرار پائے۔ قادیانیوں نے عدالتوں کا رخ کیا تو الحمدللہ! لوئر کورٹ سے لے کر اعلیٰ عدالتوں تک یہاں تک کہ جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ کی یہودی جج نے بھی قادیانیوں کو کافر قرار دیا۔ اب قادیانیوں نے مسلمانوں میں گھسنے کے لئے یہ حربہ ہر جگہ استعمال کرنا شروع کردیا کہ ناواقف سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے تم یہ کہو کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ حالانکہ مندرجہ بالا حوالہ جات سے واضح ہو چکا ہے کہ قادیانی جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے کا اعلان کرتے ہیں ان کی مراد مرزا غلام احمد قادیانی بعثت ثانی میں قادیان میں محمد رسول اللہ کی شکل میں دوبارہ آیا ہے۔

بندہ نے کافی دنوں سے قلم اٹھا دیا تھا، اب ضرورت پیش آئی کہ میدان عمل میں لاؤں۔ آئندہ اقساط میں حوالے دوں گا کہ مرزائی کس انداز سے مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ کے مقام پر بٹھاتے ہیں۔ ☆

مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر میں چوتھا سالانہ تقریری مقابلہ

چند سالوں سے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے زیر اہتمام مدرسہ ہذا کے طلبا کے مابین تعلیمی سال کے اختتام پر تقریری مقابلہ ہوا کرتا ہے، اس سال بھی حسب سابق ''چوتھا سالانہ تقریری مقابلہ'' ۲۳ رجمادی الثانی ۱۴۳۵ھ بمطابق ۲۴ راپریل ۲۰۱۴ء بروز جمعرات کو ۹ بجے صبح تا ۱۲ بجے دوپہر ہوا، جس کی صدارت مولانا غلام مصطفیٰ نے کی اور سرپرستی و نگرانی مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کی اور باقاعدہ ججز اور منصفین حضرات کی ٹیم بھی لاہور سے ساتھ لائے، وقت مقررہ پر ''تقریری مقابلہ'' شروع ہوا۔ درس نظامی کے طلبا ''درجہ ابتدائیہ'' سے ''درجہ عالیہ'' تک نے اس مقابلہ میں شرکت کی ہر درجہ سے منتخب دو دو طالب علم لئے گئے تھے، ان میں سے اول، دوم اور آنے والے طلبا کو خصوصی انعام جبکہ دیگر شرکاء کو اعزازی انعام دیا گیا، خصوصی انعام حاصل کرنے والے طلبا یہ ہیں: اول: محمد طلحہ (درجہ رابعہ) مظفر گڑھ، دوم: محمد تنویر عمر (درجہ ثانیہ عامہ) جلال پور پیر والا، سوم: محمد امین (درجہ ثالثہ) رحیم یار خان۔ اس پروگرام میں چنیوٹ، چناب نگر و مضافات سے مہمانانِ گرامی نے شرکت فرمائی بالخصوص چناب نگر T.M کالج کے پرنسپل محترم جہانگیر مع اپنے رفقاء اور حاجی محمد علی اور چوہدری غلام مصطفیٰ چنیوٹ سے شریک ہوئے اور تمام مقررین کو اپنے ہاتھ سے انعام دیے، جبکہ انعام دینے کے لئے مولانا عزیز الرحمن ثانی نے طلبا کے نام پکارے اور مولانا غلام مصطفیٰ حاضرین مجلس اور مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا کیا اور مدرسہ عربیہ ختم نبوت کا تعارف اور اس کی خدمات ارشاد فرمائیں اور اختتامی دعا مولانا غلام رسول دین پوری نے کرائی۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

ختم نبوت.... عقل کی روشنی میں!

قسط:۱۰

مولانا محمد اسحاق صدیقی سندیلوی

ختم نبوت یا ختم امت:

امت محمدیہ علیہ الف الف تحیہ رنگ، نسل، وطن کے قیود سے آزاد ہے۔ عرب، عجم، ایران، توران، ایشیاء، یورپ، امریکہ، دنیا کے ہر خطہ اور ہر ملک ہر رنگ اور ہر نسل کا اس سے تعلق ہے۔ یہ اس امت کی ایسی خصوصیت خاصہ ہے جو اس سے پہلے کسی امت کو نصیب نہیں ہوئی۔ مختلف المزاج اقوام کے اس قافلہ نے کتاب وسنت کو رہنما بنا کر اپنے ۱۴سو برس کے سفر میں اس قدر صعوبتیں برداشت کی ہیں۔ جن کی نظیر امم سابقہ میں بحیثیت مجموعی نہیں مل سکتی۔ سنگلاخ و پر پیچ وادیوں کو طے کرنے کے علاوہ جیسے جیسے رہزنوں سے اسے واسطہ پڑا ہے اور جتنے ڈاکے اس پر ڈالے گئے ہیں اور باوجود اس کے جس طرح اس نے اپنی متاع عزیز کی حفاظت کی اور اپنے وجود کو باقی رکھا۔ وہ اپنی جگہ پر نہ صرف یہ کہ دنیا کی تاریخ میں بے نظیر واقعہ ہے۔ بلکہ ایک حیرت انگیز اور تحیر خیز معجزہ بھی ہے۔ ہلاکت خیز سیلابوں نے اس سے سر ٹکرایا اور اپنا سر پھوڑ کر پسپا ہوگئے۔ بلاخیز طوفان نے اسے آزمایا اور شرمندگی کے ساتھ اعتراف شکست کیا۔ بجلیوں نے اسے تاکا مگر جز اضطراب کچھ ہاتھ نہ آیا۔ کیا یہ قرآن وصاحب قرآن کا ایک معجزہ نہیں؟ یہ اعجاز اس وقت آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتا ہے۔ جب ہم سابق امتوں کی تاریخ کا مطالعہ کریں جو اس قسم کی آزمائشوں کے مقابلہ میں شکست کھا کر صرف راہ ہدایت ہی نہیں بلکہ اپنے رہنماؤں کو بھی چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرگئیں اور بحیثیت امت اپنے وجود ہی سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ بطور مثال یہود ونصاریٰ کو لیجئے۔ جن کا وجود بنی اسرائیل تک محدود تھا۔ اس لئے ان کے لئے آزمائش کے وقت اپنی ملی وجود کو برقرار رکھنا اور دین حق پر قائم رہنا، بہ نسبت امت محمدیہ علیہ الف الف تحیہ کے طبعاً آسان تھا۔ مگر ہوا کیا؟ وہ دین حق پر اندرونی وبیرونی حملوں کی تاب نہ لاسکیں اور اس کی آزمائش میں پوری نہ اتر سکیں، بلکہ وہ خاتم النبیینﷺ کی بعثت سے کئی صدیاں پہلے ہی اپنے دین کو بالکل گم کر کے اور اپنی کتاب وسنت انبیاء سے ہاتھ دھو کر بحیثیت امت اپنا وجود ختم کر چکی تھیں۔ آج صرف یہودیت اور نصرانیت کا نام موجود ہے۔ مگر صحیح معنی میں امت تو کیا ساری دنیا میں کوئی فرد ایسا نہیں نکل سکتا جسے صحیح معنی میں یہودی یا نصرانی کہا جاسکے۔

قرآن مجید اور سنت محمدیہ کا اعجاز دیکھو کہ یہ امت جس کے آغوش عاطفت میں پوری دنیا کی قومیں پرورش پارہی ہیں اور رنگ، نسل، مزاج کے اختلافات اس پرورش میں ذرہ برابر بھی مانع نہیں ہوتے۔ سینکڑوں آزمائشوں اور ہزاروں اندرونی وبیرونی فتنوں سے مقابلہ کرتی ہوئی اپنے رہبروں (کتاب وسنت) کے پیچھے اطمینان کے ساتھ راہ ہدایت پر گامزن ہے اور اپنے وجود میں کمی کے بجائے برابر اضافہ کر رہی ہے۔

اس امت کی اس بے نظیر اور معجزانہ استقامت کا اور اس کی بقاء کا راز کیا ہے؟ جو شخص تاریخ امت اور اجتماعی نفسیات سے ذرا بھی واقف ہے اور غور وفکر کی صلاحیت رکھتا ہے وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اس کا راز عقیدہ ختم نبوت ہے۔ فلسفیوں کی مغالطہ انگیزیاں یہود ونصاریٰ کی ریشہ دوانیاں اور فریب کاریاں، فاسقانہ تمدنوں کی سحر طرازیاں سب نے اسے دعوت ضلال دی۔ مگر اس نے کسی طرف التفات نہ کیا۔

یہ خارجی حملے تھے۔ داخلی دشمنوں کی دسیسہ کاریاں اس سے بڑھ کر تھیں۔ منافقوں کے ایک گروہ نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو گھٹانے اور آنحضورﷺ کے ساتھ امت کی وفاداری کو متزلزل کرنے کے لئے عقیدۂ امامت اختراع کیا اور ایک دو نہیں پورے بارہ اشخاص کو خاتم النبیین کے مقابلہ میں لاکر ختم نبوت کے عقیدہ پر پشت کی جانب سے وار کرنے کی کوشش کی۔ لیکن امت محمدیہ کی وفاداری میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا اور عقیدۂ امامت کو اس نے نہایت حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا۔ جھوٹے اور مفتری مدعیان نبوت سے بھی اسے بکثرت واسطہ پڑا۔ مگر اس نے ان کے ہفوات ولغویات کے اوپر کان بھی نہ دھرا۔ صرف اتنا ہی ہوا کہ امت کے وہ افراد جن کے دل نفاق کے زہر سے مسموم وماؤف ہوچکے تھے اور جو امت کے جسم کے فضلات یا خبیث مادے اور بدگوشت کی حیثیت رکھتے تھے۔ مفسدوں اور فتنہ انگیزوں کے دام فریب میں مبتلا ہو کر امت سے خارج ہوگئے۔ لیکن بحیثیت مجموعی امت کا جسم بدستور سلامت رہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کی وفاداری میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ اس کی

وجہ صرف یہ ہے کہ امت، نبی کریم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور آخری نبی سمجھتی ہے۔ قرآن مجید کو خاتم الکتب اور اللہ تعالیٰ کا آخری ہدایت نامہ جانتی ہے۔ اس لئے اسے کبھی کسی نئے ہادی یا ہدایت کا انتظار نہیں رہا اور اگر کسی نئے داعی نے اسے اپنی طرف بلانا چاہا تو اسے اس کی صداقت کا ادنیٰ احتمال بھی نہ پیدا ہوا۔ بلکہ اس نے اس کی آواز سنتے ہی اسے کذاب اور مفتری سمجھ لیا اور اس کی گمراہ کن باتوں سے ذرہ برابر بھی متاثر نہ ہوئی۔ بلکہ کتاب وسنت کے ساتھ اس کی وابستگی اور زیادہ قوی ہوگئی۔

امم سابقہ میں چونکہ ختم نبوت کا عقیدہ نہیں تھا اور نہ ہوسکتا تھا۔ اس لئے اپنے نبی اور اپنی کتاب کے ساتھ ان کی وابستگی اور وفاداری اس قدر مستحکم اور قوی نہ تھی، نہ ہوسکتی تھی۔ انہوں نے جس طرح ہادیوں کی اتباع کی۔ اسی طرح رہزنوں کی آواز پر بھی لبیک کہا۔ یہاں تک کہ اپنی کتابیں بھی گم کردیں اور اپنے انبیاء کی سنت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں۔ اس طرح اجتماعی خودکشی کرکے صفحۂ ہستی سے محو ہوگئیں۔

امت محمدیہ کی خاتم الکتب اور خاتم النبیین سے وفاداری اور امم سابقہ کی بے وفائی دونوں باتیں اجتماعی نفسیات کے صحیح اور یقینی اصول پر مبنی ہیں اور ان کا راز ختم نبوت کے عقیدے میں پنہاں ہے۔ یہ نتیجہ بالکل واضح ہے کہ اس امت کی بقاء اس کے عقیدۂ ختم نبوت سے وابستہ ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہوتا تو یہ امت بھی باقی نہ رہتی۔

بقائے امت کے ساتھ اس عظیم الشان اور اہم عقیدے کے گہرے اور قوی تعلق پر ایک دوسرے پہلو سے بھی نظر کیجئے۔ ایک جانی اور مانی ہوئی حقیقت ہے کہ اپنی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کی حفاظت اور بقاء کے لئے جیسی کوشش اور جیسا اہتمام امت محمدیہ (علیہ الف الف تحیہ) نے کیا ہے۔ اس کی نظیر بلکہ اس کی چوتھائی کی نظیر بھی کسی امت اور کسی قوم میں نہیں مل سکتی۔ جس کا اثر یہ ہے کہ کتاب وسنت اس طرح محفوظ ہیں کہ گویا آج ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ امانت ہمارے سپرد فرمائی ہے۔ اپنے ذہن سے پوچھئے کہ امت کی اس خصوصیت کی وجہ کیا ہے؟ کیا امم سابقہ مثلاً یہود ونصاریٰ کو اپنی کتابیں اور اپنے انبیاء عزیز نہ تھے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ انہوں نے اس کا چوتھائی اہتمام بھی ان کے تحفظ کے لئے نہ کیا؟ اس کا جواب بھی یقیناً آپ کو عقیدہ ختم نبوت کے جلی عنوان کے تحت ملے گا۔

دوسری امتوں نے یہ اہتمام اس لئے نہیں کیا کہ انہیں دوسرے انبیاء کے آنے کی توقع تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر یہ ہدایت گم ہوجائے گی تو دوسری ہدایت آجائے گی۔ یہ نبی نہ رہیں گے تو دوسرے نبی آجائیں گے اور وہی کتاب کی حفاظت بھی کریں گے۔ اگر یہ کتاب گم ہوجائے گی تو دوسری کتاب آجائے گی۔ یا دوسرے نبی اس کتاب کی بازیافت کریں گے اس اطمینان کی وجہ سے انہوں نے اس سرمایہ کی حفاظت کا اہتمام نہیں کیا۔ بخلاف اس کے امت محمدیہ کو یقین تھا کہ آخری کتاب آچکی۔ آخری نبی ظاہر ہوچکے۔ اگر ہم اس کتاب کو یا اس نبی کی سنت کو گم کردیں گے تو کبھی ہدایت نہ پاسکیں گے۔ اس لئے انہوں نے ان دونوں کی حفاظت وبقاء کے لئے اپنی پوری قوت صرف کردی اور اتنا اہتمام کیا اور ان دونوں کی ایسی حفاظت کی جو آپ اپنی نظیر ہے۔ اگر ختم نبوت کا عقیدہ نہ ہوتا تو یہ امت بھی کتاب وسنت کی حفاظت کا ایسا اہتمام نہ کرتی اور امم سابقہ کی طرح ان رہبروں سے محروم ہوکر وادیٔ ہلاکت میں برباد ہوجاتی۔ بے شک اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہ ہوجاتی تو یہ امت بھی ختم ہوجاتی۔ (جاری ہے)

تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنے اکابر کے طریقہ کو اپنانا ہی کامیابی ہے: مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر قادری

لاہور.... تحفظ ختم نبوت کے لئے ہر مسلمان اپنی جان ومال کی قربانی پر فخر کرتا ہے۔ دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں جہاں قرآن وسنت کی تعلیم کی خاطر اپنی اولادوں کو وقف کرتے ہیں۔ دینی مدارس میں مسلمان کو ایک اچھا انسان بنانے کی تعلیم دی جاتی ہے جو صرف اور صرف قرآن وسنت میں ہے۔ ان خیالات کا اظہار گذشتہ روز جامعہ حنفیہ قادریہ چوک یادگار شہیداں جی ٹی روڈ لاہور میں ماہانہ ذکر اور درس قرآن مجید کی مجلس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست اور مہتمم جامعہ مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر قادری نے کیا انہوں نے کہا کہ قادیانیت مصور پاکستان علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کی نظر میں ایک ناسور کی حیثیت رکھتی ہے اور علامہ نے کہا تھا کہ قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے اور آج امریکہ پاکستانی حکومت پر دباؤ ڈالتا ہے کہ قادیانیت اور گستاخ رسول کی سزا کے متعلق ملک کے آئین میں جو قانون ہے اس کو ختم کردیا جائے تو یہ بات قرآن وسنت کے خلاف ہے ہی اس کے ساتھ مصور پاکستان کے ذہن کے بھی خلاف ہے اور سراسر مسلمان ریاست میں بے جا مداخلت ہے، اور اتحاد اہلسنت کے مرکزی ناظم مولانا عبدالشکور حقانی نے کہا کہ اللہ کے ولی کو کسی قسم کا ڈر خوف نہیں ہوتا وہ ہر وقت اللہ کے ہاں جانے کے لئے تیار ہوتا ہے اس نے اپنی آخرت کی تیاری مکمل کرلی ہوتی ہے۔ اور کہا کہ ہمارے بزرگ امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوریؒ اور حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ہمیشہ اپنے بزرگوں کے ساتھ وابستہ رہے، انہیں کا قول ہے کہ جو اپنے اساتذہ اور بزرگوں کے ساتھ تعلق قائم رکھتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے۔ ہم ایک نسبت رکھتے ہیں اور ہمیں اس نسبت کی لاج رکھنی چاہیے افسوس کہ بعض حضرات اس نسبت کو توڑ دیتے ہیں۔ مزید کہا کہ کوئی مانے نہ مانے اس پورے علاقہ میں مولانا محمد اسحاق قادریؒ کا ہی فیض ہے۔ لیکن افسوس کہ آج کچھ لوگ حضرت مولانا محمد اسحاق قادریؒ کا نام تو لیتے ہیں لیکن انہوں نے اپنی نسبت ختم کرلی ہے۔ اس موقع پر علاقے بھر کے علماء وطلباء اور پروفیسر حضرات نے شرکت کی۔

تحفظ ختم نبوت پر ایک سالہ تخصص!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے سالانہ اجلاس منعقدہ ۱۹؍مارچ ۲۰۱۴ء میں فیصلہ کیا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں فارغ التحصیل علماء کرام کی تیاری کے لئے سہ ماہی سالانہ کلاس جو شوال المکرم، ذیقعدہ، ذی الحجہ میں دفتر مرکزیہ ملتان منعقد ہوتی ہے:

۱...... اس کلاس کا دورانیہ سہ ماہی کی بجائے ایک سال کر دیا جائے۔

۲...... ایک سالہ تخصص کی یہ کلاس بجائے ملتان دفتر مرکزیہ کے اس سال سے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں انعقاد پذیر ہو۔

۳...... اس کلاس میں وفاق المدارس کے فارغ التحصیل علماء کرام کو داخلہ دیا جائے۔

۴...... داخلہ کے خواہش مند حضرات جید جدا کی اسناد کے حامل ہوں۔ تدریسی تجربہ، میٹرک، مڈل، کمپیوٹر جاننے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

۵...... اس سال کلاس کے شرکاء کی تعداد تیس ہوگی۔

۶...... جن موضوعات پر تیاری کرائی جائے گی خصوصیت سے وہ یہ ہیں: مبادیات تفسیر، اصول حدیث بمع اصطلاحات، اصول فقہ، تربیت تحریر وتقریر، اجراء، صرف ونحو، حفظ الاحادیث، مطالعہ قادیانیت، مطالعہ مسیحیت، مطالعہ جدید فتن، جغرافیہ، فلکیات وغیرہ!

۷...... تمام شرکاء کو کم از کم دو صد صفحات کا مقالہ لکھنا ضروری ہوگا۔

۸...... تخریج وتحقیق پر خصوصی توجہ دینا ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز! شرکاء، نکتہ دان خطیب، بلند پایہ ادیب، محقق ومناظر کے علاوہ اتحاد امت کے داعی ثابت ہوں گے۔

۹...... داخلہ کے خواہشمند قومی شناختی کارڈ اصل بمع ایک عدد فوٹو کاپی اور دو عدد رنگین فوٹو مدرسہ سے تزکیہ کا سرٹیفکیٹ ہمراہ لائیں۔

۱۰...... ۱۰؍شوال المکرم سے ۱۵؍شوال تک داخلہ کے لئے رابطہ فرمائیں اور پھر ۱۸؍شوال کو تحریری وتقریری انٹری ٹیسٹ پاس کر کے مستحق داخلہ ہوں۔

۱۱...... شرکاء کلاس کو کاغذ، کاپی، قلم، ودیگر ضروریات کے لئے پندرہ صد روپیہ ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا۔

۱۲...... رابطہ کیلئے مولانا عزیز الرحمن ثانی موبائل نمبر:0300-4304277، مولانا غلام رسول دین پوری موبائل نمبر:0300-6733670...... مولانا رضوان عزیز موبائل نمبر:0332-4000744

حق تعالیٰ شانہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اس جدوجہد کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں اور اسے ہر قسم کی خیر وبرکت کا ذریعہ فرمائیں۔ تاکہ ملک عزیز میں رحمت دو عالم ﷺ کی عزت وناموس اور وصف خاص ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیا جاسکے۔ آمین بحرمة النبی الکریم!

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر

حسب سابق ۳۳واں سالانہ ختم نبوت کورس ۲ تا ۲۵ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ مطابق ۳۱ تا ۲۳ جون ۲۰۱۴ء کو مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہوگا۔ کورس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کے لئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کو کاغذ، قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ داخلہ کے خواہش مند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔

خصوصی طور پر اس سال شرکاء کورس کو قرآنی عربی کورس اور درس قرآن وحدیث کے انداز سکھلانے کا بھی کورس کرایا جائے گا۔ خصوصیت کے ساتھ خواہشمند حضرات اس میں شرکت فرمائیں۔ رابطہ کیلئے:

مولانا عزیز الرحمن ثانی، لاہور:0300-4304277... مولانا غلام رسول دین پوری، چناب نگر:0300-6733670...

مولانا غلام مصطفیٰ، چناب نگر:0301-7972785

Regd: SS-160

فوٹو کاپی ممنوع ہے

لائبریری

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

33 واں سالانہ ختم نبوۃ کورس

نامور علماء ومناظرین و ماہرین فن لیکچر دیں گے ان شاء اللہ

زیر سرپرستی

حکیم العصر محدث کوراں ولی کامل مخدوم العلماء حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

عظیم خوشخبری

امسال ختم نبوت کے شرکاء کو ساتھ ہی مزید دو کورس بھی کرائے جائیں گے:

۱:... قرآن عربی کورس، ۲:... طریقہ درس قرآن وحدیث

یہ دونوں کورس پروجیکٹر کی مدد سے پڑھائے جائیں گے

گویا:

امسال ختم نبوت کے شرکاء قرآن مجید کی گرامر، ترجمہ اور قرآن وحدیث کا درس دینے کے لئے بھی تربیت یافتہ ہو جائیں گے۔

بتاریخ 2 شعبان ۱۴۳۵ھ تا 25 شعبان ۱۴۳۵ھ مطابق 31 مئی 2014ء تا 23 جون 2014ء

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ: شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ

مولانا عزیز الرحمن ثانی 0300-4304277

مولانا غلام رسول دین پوری 0300-6733670